بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

دیوان آصف سابع نظام حیدرآباد

جلد اول

بابت ۱۳۵۵ ہجری

فہرستِ غزلیات

١٤ کیا خبر تھی عشق مین ظالم جو تو ہو جائیگا / دیدۂ و دل کا فسانہ کُو بکُو ہو جائیگا۔

١٥ زبانِ دل سے یہی کام صُبح و شام لیا / کہ اوٹھتے بیٹھتے ہم نے بھی تیرا نام لیا۔

١٦ ایک بھی کوچۂ جانان سے نہ شادان نکلا / کوئی گریان۔ کوئی نالان۔ کوئی حیران نکلا۔

١٧ زخم کھانے سے دلِ بیمار اچھا ہو گیا / دردِ دل جاتا رہا قاتل مسیحا ہو گیا۔

١٨ کیا کیا شبِ غم جان پہ آزار نہ آیا / لب تک مگر احوالِ دلِ زار نہ آیا۔

١٩ وہ پاس تھے تو مرا حال یون خراب تھا / تڑپ جگر مین نہ تھی۔ دلمین اضطراب تھا

٢٠ اپنے مشتاق سے دم بھر نہ جدا رہتا تھا / ہائے تجھکو مری چھاتی سے لگا رہتا تھا

٢١ ایک مدت سے ہی مشتاقِ جفا دل اپنا / دیر اب کرتا ہے کسواسطے قاتل اپنا

٢٢ رنگ کیا کیا نہ زمانے کو بدلتے دیکھا / جسکو دیکھا کفِ افسوس ہی ملتے دیکھا

٢٣ دلِ شکستہ کو پیغام یار کا پھونچا / گلِ فسردہ کو مژدہ بہار کا پھونچا

٢٤ حالتِ دل جو کوئی پوچھنے والا ہوتا / آہ ہوتی۔ نہ فغان ہوتی۔ نہ نالا ہوتا

٢٥ اے جنون حال زمانے پہ ہی روشن میرا / چاک ہین جسمین ہزارون وہ ہی دامن میرا

٢٦ ساتھ رکھتا ہی پئے قتل ستمگر اپنا / تیر و مژگان و کمان ابرو و خنجر اپنا

٢٧ سوزِ الفت مین ہین کیا جانئے اسرار۔ یہ کیا / نالے کیون منہ سے نکلتے ہین شرربار۔ یہ کیا

٢٨ پھر گئے سر سے مجھے عشق کا آزار ہوا / جان و دل بیچکے پھر اوسکا خریدار ہوا

٢٩ چھایا ہی ابر۔ آیا ہے موسم بہار کا / ساقی پلا دی جام مئے خوشگوار کا

۳۰ جان رکھدی نازپر۔ دل بھی ادا پر رکھدیا — خون حسرت کا کیا تو نے جو خنجر رکھدیا

۳۱ رنگ لائیگا تڑپنا بلبلِ ناشاد کا — جل اوٹھیگا نالۂ سوزان سے گھر صیّاد کا

۳۲ گلگشت کے قایل نہین گلزار جہان کا — یہان فصلِ بہاری مین بھی کھٹکا ہی خزان کا

۳۳ گذریگی یا خدا یہ شب انتظار کب — دل کی مراد آئیگی پروردگار کب

۳۴ بڑہگیا ہائے مرا سوزِ جگر آپ سے آپ — ہو گئے خشک مری دیدۂ تر آپ سی آپ

۳۵ کس درجہ ترقّی پہ ہی۔ یہ سوزِ جگر آج — اوڑتے ہین مری سینے سی آہون کے شرر آج

۳۶ قربان ہوگئے نگہ یار دیکھکر — ہم بک گئی ہین اپنا خریدار دیکھکر

۳۷ دل نے بدنام کیا عشق مین رسوا ہوکر — چشم گریان نے ڈبویا مجھے دریا ہوکر

۳۸ دیتی ہے یہ گردش طلب یار فلک پر — سیّارے نہین پھرتے ہین بیکار فلک پر

۳۹ نہ ہوگا خون بھی ثابت مرا ستمگر پر — کہ منحصر ہے شہادت اوسی کے خنجر پر

۴۰ نظرِ قہر ہے کیون شیخ کی میخوارون پر — رحمتین حق کی برستی ہین گنہگارون پر

۴۱ نہ ماہ رو سے غرض ہی نہ مہ جبین سی غرض — مجھی تمھین سی ہی الفت۔ مجھی تمھین سی غرض

۴۲ بیوفا مجھسے رہیگا یہ تجاہل کبتک — ایک بوسے کیلئے اتنا تامّل کبتک

۴۳ روتے بیٹھے ہین ابھی اپنے دل ناکام کو ہم — تھا نہ معلوم کہ پہونچین گے اس انجام کو ہم

۴۴ گئی بہار۔ کب آئی خزان۔ نہین معلوم — کدھر چمن ہی۔ کدھر آشیان۔ نہین معلوم

۴۵ آزاد ہوکے کشمکشِ مدّعا سے ہم — بیخوف ہوگئے ہین ہجوم بلا سے ہم

۴۶ نخلِ گل موسمِ گل مین جو ہرے ہوتے ہین ۔ دل کے ٹکڑے مری دامن مین بھری ہوتے ہین

۴۷ تری دوا سے ہمین چارہ ساز کام نہین ۔ کہ دل کے زخم کو منظور التیام نہین

۴۸ ہے دہن کونسا جسمین تری تقریر نہین ۔ کونسا قلب ہی جس مین تری تصویر نہین

۴۹ کوئی شریکِ حال نہین ہجرِ یار مین ۔ قسمت بھی سو رہی ہی شبِ انتظار مین

۵۰ دردِ دل کے لئے ہم بھی یہ دوا رکھتے ہین ۔ تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھتے ہین

۵۱ ابتو گذر رہی ہے عجب اضطراب مین ۔ بیٹھے بٹھائے پڑ گیا دل کس عذاب مین

۵۲ لطف بھی ظالم ترا جور و جفا سے کم نہین ۔ جس ادا کو دیکھتا ہون کچھہ قضا سی کم نہین

۵۳ گلون کو مژدہ چمن مین وہ آج آتے ہین ۔ کہ نخلِ گل پئے تعظیم سر جھکاتے ہین

۵۴ غضب کی آگ جگر مین لگائی جاتے ہین ۔ یہ داغِ دل مری مجھکو مٹائے جاتے ہین

۵۵ لو مبارک ہو وہ پھر مستِ شراب آتے ہین ۔ لاکھون فتنے ہین کہ ہمراہِ رکاب آتے ہین

۵۶ مئے گلرنگ کی ہی جلوہ گری شیشے مین ۔ بند کی ہی مری ساقی نے پری شیشے مین

۵۷ دل مین ۔ جگر مین ۔ درد نہین یا الم نہین ۔ ہم پہ جنابِ عشق کے ۔ کیا کیا کرم نہین

۵۸ جلوۂ حسن وہ اپنا جو دکھا دیتے ہین ۔ صورتِ آئنہ حیران بنا دیتے ہین

۵۹ خیالِ وصل ہے پہلے ، عاشقانِ زار کرتے ہین ۔ ترے پہلے تصور ۔ ای فراقِ یار کرتے ہین

۶۰ کیونکر شریک ہو ۔ کوئی حالِ تباہ مین ۔ فریاد مین اثر ہے نہ تاثیر آہ مین

۶۱ جلوے سے اوسکے کوئی بھی خالی مکان نہین ۔ سو کونسا مکان ہی کہ جو لامکان نہین

٦٢	وہ دل بلا ہے کہ دم بھر جسے قرار نہو	خدنگ ناز سے جبتک کہ دل فگار نہو
٦٣	کیا کہون کس نے محبت مین پھنسایا مجھکو	دیکے دم عشق مین- دل پیچ مین لایا مجھکو
٦٤	لیا آغوش مین رحمت نے جو مےخوارون کو	یہ مکافات ملی تیرے گنہگارون کو
٦٥	نالہ و آہ کو رسوائے جہان کرنے دو	دل مضطر کو بھی فریاد و فغان کرنے دو
٦٦	اسرار محبت سے نہ آگاہ زبان ہو	احوال مرا- کاش ان آنکھون سے بیان ہو
٦٧	زخم جگر کا یار کو ہرگز یقین نہ ہو	جبتک ہماری خون سے تر آستین نہ ہو
٦٨	دم پہ یہان بنی ہو- وہان کچھہ خبر نہو	اسطرح زندگی بھی کسیکی بسر نہو
٦٩	عجیب لطف سے رکھا ہے اپنے مہمان کو	دل و جگر مین جگہ دی خیال جانان کو
٧٠	تمھارے وعدۂ فردا پہ کیا مجھکو بھروسا ہو	غنیمت اسکو جانون گر قیامت مین بھی پورا ہو
٧١	تمھین نے اک نہ جانا حضرت دل چشم پرفن کو	زمانے مین سبھی پہچانتے ہین دوست دشمن کو
٧٢	یہ جشن تجھکو خدیو دکن مبارک ہو	مسرتون کا ہے پھولا چمن مبارک ہو
٧٣	دل سے اک آہ نکل جاتی ہے جب تیر کیساتھ	تیر افگن بھی پھڑک جاتا ہے نخچیر کے ساتھ
٧٤	ترقی کر رہا ہے عشق یار آہستہ آہستہ	جدا ہونے لگے صبر و قرار آہستہ آہستہ
٧٥	ساقی کا ہے شباب- شراب دوآتشہ	ہے ابتو ہر شراب- شراب دوآتشہ
٧٦	کیا کیفیت کہون مین شب انتظار کی	حالت تھی کچھہ عجیب دل بیقرار کی
٧٧	پانی ہے آبرو مژۂ اشکبار سے	اشکونکی آب و تاب ہے ابر بہار سے

٧٨ ترا جو ابروے قاتل خیال رہتا ہے
ہمارا داغ بھی مثل ہلال رہتا ہے

٧٩ راہ پر آتا نہین ظالم کسی تدبیر سے
دل بھی وحشی ہو گیا ہے زلف کی زنجیر سے

٨٠ کوئی صورت نظر آتی نہین ثانی تیری
ایک فتنہ ہے قیامت ہے جوانی تیری

٨١ تیغ پر تیغ کیا لگائی ہے
واہ کیا ہاتھ کی صفائی ہے

٨٢ بات مین بات کیا نکالی ہے
اوسکی جو بات ہے نرالی ہے

٨٣ سُرخرو کاش تجھے ہم دل نادان کرتے
کسی ابروی کمان دار پہ قُربان کرتے

٨٤ یہ بہلتا نہین کمبخت کسی عُنوان سے
تنگ ہے جان ہماری دل نافرمان سے

٨٥ نگہ ناز سے جادُو کا ہے چرچا باقی
لب جانان سے ہے اعجاز مسیحا باقی

٨٦ یاد جانان جو کئے جاتی ہے بیتاب مجھے
دن کو آرام نہین شب کو نہین خواب مجھے

٨٧ اے شوخ الامان تری چشم سیاہ سے
کیا کوئی بچ سکے تری برق نگاہ سے

٨٨ رہینگے دام مین صیاد جبتک آب و دانہ ہے
بہار گل مین یہ مرغ چمن کا آشیانہ ہے

٨٩ مین نے بھی دل مین جگہ یار کے پائی ہوتی
یہ مرے بخت کی اے کاش رسائی ہوتی

٩٠ طریق عشق مین مٹنے سے نام ہوتا ہے
دیار عشق مین دل کا مقام ہوتا ہے

٩١ سرور افزاے خاطر ہے بہار زندگانی ہے
عجب خوش رنگ اے ساقی شراب ارغوانی ہے

٩٢ غم فراق کو دیرینہ آشنا سمجھے
ہم ابتدائے محبت کو انتہا سمجھے

٩٣ فنا کے رنگ مین شکل بقا نکلتی ہے
ہماری دل مین بھی شان خدا نکلتی ہے

۹۴ اے چشم یار اتنا بتا دے ذرا مجھے
یہ تو نے اک نگاہ مین کیا کر دیا مجھے

۹۵ جیسے ہم پیچ مین اس عشق بتان کے آئے
شکوے لب تک نہ کبھی سوز نہان کے آئے

۹۶ کس سے پوچھون دل کی۔ اوس کوچے مین کیا حالت ہوی
مدتین گذرین نہین معلوم کیا صورت ہوی

۹۷ شکوہ جور تجھے دیکھکے ہم بھول گئے
آنکھہ ملتے ہی ستمگر یہ ستم بھول گئے

۹۸ خو یار کی ہماری وفا سے بگڑ گئی۔
عادت ہماری جور و جفا سے بگڑ گئی

۹۹ جبتک نہ شمع میری سی پیدا زبان کرے
ممکن نہین کہ سوز محبت بیان کرے

۱۰۰ ظالم ترے ستم کی کوئی انتہا بھی ہے
ای بت یہ جان لے۔ کہ ہمارا خدا بھی ہے

۱۰۱ کیا کہون یار نے پائی ہے طبیعت کیسی
جانتا ہی نہین ہوتی ہے محبت کیسی

۱۰۲ اور کچھہ روز کرین نالہ و فریاد ابھی
ہم نہ چھوڑینگے تجھے خانہ صیاد ابھی

۱۰۳ بہار بھی ہے۔ چمن بھی ہے۔ دور ساغر بھی
خوشا نصیب۔ جو پہلو مین ہو وہ دلبر بھی

۱۰۴ پلا ساقی یہ وقت میکشی ہے
بہار آئی ہے۔ لطف زندگی ہے

۱۰۵ جب نظر صورت جانان سے لڑی رہتی ہے
کیا مبارک مرے حق مین وہ گھڑی رہتی ہے

۱۰۶ انداز کونسا نہین اوس دلربا مین ہے
شوخی نگاہ مین ہے شرارت ادا مین ہے

۱۰۷ ممکن ہی نہین وہ کسی تلوار سے ہو جائے
جو کام ترے ابروے خمدار سے ہو جائے

۱۰۸ تیر نگاہ شوق سے روزن بنائینگے
ہم بھی تری نقاب کو چلمن بنائینگے

۱۰۹ دن جدائی کے گئے وصل کی ساعت آئی
لو مبارک ہو کہ شام شب عشرت آئی

۱۱۰ گرم آنسو ہین مرے دل کے جلانیوالے
اور بھی آگ لگاتے ہین بجھانے والے

۱۱۱ شبِ وعدہ سحر نہ ہو جائے
رات یون ہی بسر نہ ہو جائے

۱۱۲ کسکے خرامِ ناز کا دل کو خیال ہے
حسرت بھی دل کے ساتھ یہان پائمال ہے

۱۱۳ برقِ سوزان کا تماشا کوچۂ قاتل مین ہے
اِک قیامت کی تڑپ اپنے دلِ بسمل مین ہے

۱۱۴ بہار آئی ہے گلشن مین خوشی کا مینہ برستا ہے
چمن شاداب ہے سرسبز ہر نخلِ تمنا ہے

۱۱۵ نظر مین کھپ گئی مستی کسیکی چشمِ شہلا کی
نہین ممکن رہے دل مین ہوس اب جامِ صہبا کی

۱۱۶ ترے سب ظلم و ستم جور و جفا دیکھینگے
اب تو جو ہمکو دکھائیگا خدا دیکھینگے

۱۱۷ نکہتِ گل سے نہین مست صبا پھرتی ہے
لئے ہمراہ مئے ہوش ربا پھرتی ہے

۱۱۸ یاد اوسکو ہجر مین سحر و شام کیجئے
اسکے سوا فراق مین کیا کام کیجئے

۱۱۹ کسی سے دل کو لگایا تھا دل لگی کیلئے
ترس گیا غمِ فرقت مین جی خوشی کیلئے

۱۲۰ بھول کر بھی تو نہ پورا کیا وعدا کوئی
آپ سا بھی ہے کہین قول کا سچا کوئی

۱۲۱ مجھے تم دیکھکر سمجھو کہ چاہت ایسی ہوتی ہے
محبت وہ بری شے ہے کہ حالت ایسی ہوتی ہے

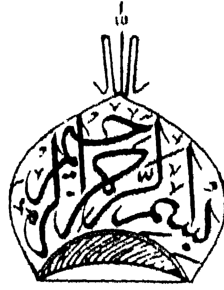
۱۲۲ شرم کے انداز در پردہ ادا ہونے لگے
دیکھا دیکھی وہ بھی پابندِ حیا ہونے لگے

۱۲۳ ہمنے مرنے پہ خوب ٹھین گھور کے لئے
سو بوسے ایک نرگسِ مخمور کے لئے

۱۲۴ ہمنے ظالم تیری الفت دیکھ لی
دیکھ لی اسے بے مروت دیکھ لی

۱۲۵ چلا تیرِ نظر جدھر وہان سے
بڑھا دل خیر مقدم کو یہان سے

۱۲۶ ہمیشہ خلق مین عثمان ترا وقار رہے
نبی کا لطف رہے فضلِ کردگار رہے



شکرِ ایزد کہ در زمانِ سعید
آمد این نسخۂ عجیب پدید

در حمد و نعت شریف

دل کو خدا نے اپنی محبت سے بھر دیا — تسبیح کو زبان دی سجدہ کو سر دیا
نازاں ہیں اس عطا پہ غلامانِ مصطفےٰ — ہمکو دیا رسولؐ تو خیر البشرؐ دیا
رُتبہ بلند ہو گیا اِس مُشتِ خاک کا — جب بارِ عشق اوسنے مرے سر پہ دھر دیا
کِس مُنہ سے شکرِ ایزدِ باری ادا کروں — ناچیز تھا سو اوسکو بھی اِک چیز کر دیا
ہر درد ہر بلا سے بچانے کے واسطے — تاثیر دی دُعا میں۔ دوا میں اثر دیا
گو میں گناہگار تھا لیکن زہے نصیب — رحمت نے ہر گنہ سے مجھے پاک کر دیا

عثمان یہ اوسکا فضل ہے تجھپر کہ بے سوال
نعمت سے اپنی دامنِ مقصود بھر دیا

غزل (۱)

یہ اگر آئنۂ صورتِ جانان ہوتا
لاکھہ مین ایک ہمارا دلِ حیران ہوتا

چارہ سازی کی مسیحا سے توقع ہوتی
دردِ میرا جو کبھی قابلِ درمان ہوتا

حاجتِ شمعِ ہدایت کسے ہوتی اے خضر
وادیِ عشق مین دل غولِ بیابان ہوتا

ہونے دیتے نہ کبھی عشق کی ہم پردہ دری
کاش قابو مین ہمارے دلِ نالان ہوتا

دیکھتے پھر کہ تڑپتا دلِ مضطر کیسا
وہ جو اِکبار ذرا آنکھون سی پنہان ہوتا

خیر گذری کہ ہوی صبح کی آمد ورنہ
فیصلہ آج ہمارا شبِ ہجران ہوتا

آگ ہم بھی دلِ گردون مین لگاتے عثمان
نالۂ دل جو ہمارا شرر افشان ہوتا

غزل (٢)

دل کے حصہ مین ہے محوِ رخِ جانان ہونا
دیکھکر جلوۂ معشوق کو حیران ہونا

دل سے بڑھکر تری مژگان کا نشانہ کیا ہو
یہی لازم تھا ترے تیر کا پیکان ہونا

رازِ دل کوئی چھپائے تو چھپائے کیونکر
غیر ممکن ہے ترے عشق کا پنہان ہونا

اے تصور شبِ فرقت مین تسلی کیلئے
دل کو بھی چاہئے اک صورتِ جانان ہونا

زلفِ جانا نکی ہوا دل کو لئے پھرتی ہے
اسکی تقدیر مین لکھا ہے پریشان ہونا

پھر چلی تیغِ ستم یادِ بہاری کیطرح
دہنِ زخم مبارک تجھے خندان ہونا

سخت جانی کا برا ہو دمِ بسمل عثمان
تیغِ قاتل سے پڑا دل کو پشیمان ہونا

غزل (۳)

گُل ترے عشق مین ہین چاک گریبان کیاکیا
دیکھکر تجھکو ہوا آئنہ حیران کیاکیا

پھر وہی چھیڑ ہے قاتل سے وہی خنجر سے
پھر مرے دل نے کئے قتل کے سامان کیاکیا

چشم جانان کی محبت مین خبر تھی کِسکو
دل پہ ڈھائیگی ستم گردش دوران کیاکیا

یہ ادائین ۔ یہ کرشمے ۔ یہ غضب کے انداز
نظر آتے ہین مری جان کے خواہان کیاکیا

ضبط کی تاب تہ خنجر قاتل نہ رہی
تپش دل نے کیا مجھکو پشیمان کیاکیا

کیا کہون رنگ ہی کیا عشوہ گری کا ایدل
دھوکے دیتی ہے مجھے صورت جانان کیاکیا

ہوس وصل کو تھوڑا نہ سمجھنا **عثمان**
رنگ دکھلائیگا یہ خواب پریشان کیاکیا

غزل (۴)

کاش ہو غیب سے دیدار کا سامان پیدا
دل کے آئینہ مین ہو صورت جانان پیدا

عیش مین غم کا بھی اندیشہ لگا رہتا ہے
وصل دلدار نے کی ہے شب ہجران پیدا

پھر وہی دل ہے وہی سر ہے وہی سودا ہے
اوسکی زلفون نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

آج دامن مین نیا چاک نظر آتا ہے
دل نے وحشت مین کیا ہے یہ گریبان پیدا

اسطرح دل سے ہو سوز محبت ظاہر
جسطرح سنگ سے ہو آتش پنہان پیدا

وسعت دل کی یہان سیر رہا کرتی ہے
اے جنون ہمنے کیا ہے یہ بیابان پیدا

چمن عشق کا تم رنگ تو دیکھو عثمان
دل کے زخمون نے کیا ہے یہ گلستان پیدا

غزل (۵)

قاتل کی چشم ناز نے مجھکو لٹا دیا
تیر نگہ سے دل کا نشانہ اڑا دیا

دل کی تڑپ نے کردیا قاتل سے منفعل
دامن پہ اوسکے خون کا دھبہ لگا دیا

اچھا کیا سلوک یہ بادِ نسیم نے
شمعِ مزار کو بھی ہماری بجھا دیا

قاتل بھی لوٹتا ہے مِرا رنگ دیکھکر
یہ اضطرابِ دل نے تماشا دکھا دیا

باقی رہی نہ کوئی محبت کی یادگار
اک داغِ دل تھا اوسکو بھی تونے مٹا دیا

آئی نہ مجھکو نیند شبِ وصل تا سحر
بیدار بخت نے مجھے ایسا جگا دیا

بیٹھے بٹھائے عشق مین **عثمان** کو کیا ہوا
دامِ بلا مین طائرِ دل کو پھنسا دیا

غزل (٦)

حال کیا پوچھتے ہو غفلت و ہشیاری کا
کر دیا شوق نے خوگر مجھے میخواری کا

اشک آنکھون سے نکلتے ہین شرارے بنکر
کوئی دیکھے یہ اثر دل کی شرر باری کا

تو کہان مرغ چمن - خانۂ صیاد کہان
سچ بتا حال تو - اپنی یہ گرفتاری کا

دل پہ معشوق کے پردہ مین ستم کرتا ہے
یہ نیا رنگ ہے اس گنبد زنگاری کا

خوف یہ ہے کہین سودا نہ گلے پڑ جائے
حوصلہ کون کرے تیری خریداری کا

کوئی مونس نہین - ہمدم نہین غمخوار نہین
صرف اک غم ہے جو دم بھرتا ہے غمخواری کا

درد دل مٹ نہ سکا چارہ گرون سے عثمان
کچھ مداوا ہی نہین عشق کی بیماری کا

غزل (۷)

درد دل کا رفتہ رفتہ یہ اثر ہو جائیگا
تجھکو بھی میری طرح درد جگر ہو جائیگا

تیر مژگان کے مقابل کوئی آسکتا نہین
اپنا مرغ نامہ بر۔ بے بال و پر ہو جائیگا

ابر رحمت کا مزہ دیگا یہ اے زاہد مجھے
آب خجلت سے مرا دامن جو تر ہو جائیگا

دل دیا تھا ہم نے تجھکو اور ہی کچھ جانکر
کیا خبر تھی یار تو بیداد گر ہو جائیگا

گریہی سوز محبت ہی تو اے دل دیکھنا
اشک جو نکلیگا آنکھون سے شرر ہو جائیگا

وصل کی شب ہی ابھی سے اسقدر نالان نہو
ورنہ تیرا خاتمہ مرغ سحر ہو جائیگا

داستان عشق ہے یہ نغمہ بلبل نہین۔
سن کے عثمان کا فسانہ درد سر ہو جائیگا

غزل (۸)

قضا کو آج ندامت نے دردناک کیا
ادا کی تیغ سے سفاک نے ہلاک کیا

کبھی نہ اُف بھی ہماری زبان سے نکلی
ہزار بار جو اوس نے جلا کے خاک کیا

وفورِ شوقِ شہادت تھا اسقدر قاتل
کہ میرے دل نے ترے تیر کا تپاک کیا

رہا نہ تار گریبان کا جب کوئی باقی
جنون کے جوش مین دامانِ دشت چاک کیا

نجات کی کوئی صورت نہ تھی مگر عثمان
خدا کے فضل نے عصیان سے مجھکو پاک کیا

غزل (۹)

تیغ ادا نے جسکی تمنا کا خون کیا
اوسکی نگاہ ناز نے دل پر فسون کیا

میری طرح سے خاک اڑائیگا کیا کوئی
دامان دشت کو بھی جو نذر جنون کیا

کیا رنگ میکشی کا جمے ہجر یار مین
خون جگر نے۔ دیدہ تر۔ لالہ گون کیا

باد بہار آکے جو مجھ سے گلے ملی۔
مین نے وصال یار کا اسکو شگون کیا

شکوہ کسی سے عشق مین اے دل نہین مجھے
کوتاہی نصیب نے غم کو فزون کیا

ظالم ہمارے اس دل نالان سے ہوشیار
نالون نے جسکے چرخ کو بھی سرنگون کیا

عثمان مثال شمع رہے دم بخود مدام
ظاہر کبھی زبان سے نہ سوز درون کیا

غزل (۱۰)

مشغلہ اے دل ہے اشک و آہ کا — ڈھنگ کیا تو نے نکالا چاہ کا

فرش سے یہ عرش تک جانے لگی — رنگ دیکھے کوئی میری آہ کا

چلدیئے تاب و توان و صبر و قرار — ساتھ دے کون اس دل گمراہ کا

دیکھکر یہ عارض روشن ترے — ہو گیا فق رنگ مہر و ماہ کا

عشق کا آغاز ہو یارب بخیر
سایہ ہو عثمان پہ بسم اللہ کا

غزل (۱۱)

ہاۓ دل اوس بتِ طنّاز پہ آیا کیسا
مِٹکے کمبخت نے مجھکو بھی مٹایا کیسا

شبِ غم مین اِسے دل سوز سمجھکر اپنا
داغِ فُرقت کو کلیجے سے لگایا کیسا

رات ساری مجھے کروٹ ہی بدلتے گذری
کیا کہون اِس دلِ مُضطر نے ستایا کیسا

ہوی مُدت کہ نہ قاصد ہے نہ خط ہے نہ پیام
بیوفا تُو نے مجھے دل سے بُھلایا کیسا

جلوۂ یار سے تڑپا ہے مِرا دل کیسا کیا
یہ تماشا مِری آنکھون نے دِکھایا کیسا

ہجرِ ساقی مین برستی ہُوی آئی جو گھٹا
رنج وغم دل پہ مِرے اَبر سا چھایا کیسا

آگ لگ جاۓ الٰہی پہ تپشِ ہجران کو
ہاۓ کمبخت نے اِس دل کو جلایا کیسا

اشکباری سے کوئی دم نہین ہُوتی فرصت
تُو نے اے دیدۂ تر رُوگ لگایا کیسا

رہگئے کوہ کن وقیس بھی دبکر عثمان
عشق کا بارِ گران ہمنے اُوٹھایا کیسا

غزل (۱۲)

صبر و قرار و ہوش سے بیگانہ ہو گیا
دل اوس پری کو دیکھہ کے دیوانہ ہو گیا

اب کیا حصول پند و نصیحت سے ناصحا
عشق بتان سے دل مرا بتخانہ ہو گیا

اب نام بھی نہین کہین۔ فرہاد و قیس کا
دل کا مرے عجیب یہ افسانہ ہو گیا

کچھہ محتسب سے ہمکو شکایت نہین رہی
شیشہ ہمارا ٹوٹ کے پیمانہ ہو گیا

بیٹھے بٹھائے یہ دل سوزان کو کیا ہوا
اوس شمع رو پہ آج جو پروانہ ہو گیا

صد آفرین ہے حسرت دیدار یار پر
آنکھون مین جلوہ گر رخ جانانہ ہو گیا

عثمان ہی ایک رند مے آشام کچھہ نہین
زاہد کا گھر بھی آج تو میخانہ ہو گیا

غزل (۱۳)

کیا خبر تھی عشق مین ظالم جو تو ہو جائیگا
دیدۂ و دل کا فسانہ کو بکو ہو جائیگا۔

تا کجا کھنچتی رہے گی یار کی تیغ ادا
اک نہ اک دن۔ دل ہمارا سرخرو ہو جائیگا

پھر نہ اے قاتل رہیگا تشنہ کامی کا گلہ
آب خنجر سے جو تر میرا گلو ہو جائیگا

تجھکو اے زاہد مری تر دامنی کی کیا خبر
اشک خجلت سے مرے۔ تیرا وضو ہو جائیگا

وار خالی جائے قاتل کا۔ یہ ممکن ہی نہین
بچگیا جو دل۔ تو خون آرزو ہو جائیگا

اک مرا دل کیا ہی جو آئیگا تیری بزم مین
جلکے پروانہ ترا۔ اے شمع رو ہو جائیگا

ہے یقین قاتل ترے تار نظر کے فیض سے
خود بخود چاک جگر اپنا رفو ہو جائیگا

ہجو مے کرتا تو ہے واعظ مگر تو یاد رکھ
زہد و تقوے ایک دن نذر سبو ہو جائیگا

دل سے اے عثمان کھٹک اسکی نہ نکلیگی کبھی
رفتہ رفتہ خار حسرت آرزو ہو جائیگا

غزل (۱۴)

زبانِ دل سے یہی کام صُبح و شام لیا
کہ اوٹھتے بیٹھتے ہم نے بھی تیرا نام لیا

قضا بھی رہگئی قاتل کے سامنے حیران
جو میرے قتل مین تیغِ ادا سے کام لیا

کچھ اسقدر تری فُرقت مین ناتوانی تھی
کہ وقتِ آہ بھی ہم نے جگر کو تھام لیا

خیالِ چشم سے بیخود ہوئے تو یہ سمجھے
کہ تیرے ہاتھ سے ساقی یہ ہمنے جام لیا

خدنگِ آہ سے تڑپا دیا دمِ بسمل
ہمارے دل نے یہ قاتل سے انتقام لیا

جو قتلِ عام کو نکلے وہ کھینچ کر تلوار
قضا نے ہاتھ مین مقتل کا انتظام لیا

ہوائے شوق نے عثمان کو دی مبارکباد
اسیر کرنے کو صیاد نے جو دام لیا

غزل (۱۵)

ایک بھی کوچۂ جانان سے نہ شادان نکلا
کوئی گریان - کوئی نالان - کوئی حیران نکلا

خاک بھی ہو گئے ہم آتشِ غم سے جلکر
پر نہ دل سے اثرِ سوزشِ پنہان نکلا

اشک نکلے مری آنکھون سے - جگر سے فریاد
مدعا دل کا نہ میرے - کسی عنوان نکلا

نالہ کش عشق مین اک بلبلِ شیدا ہی نہین
شاہدِ گل بھی سدا - چاک گریبان نکلا

لاکھ تدبیر مسیحا نے نکالی - لیکن
دردِ الفت کا نہ ابتک کوئی درمان نکلا

دلربا ہو کے قیامت ہوا غمزہ تیرا
دل کا کیا ذکر مری جان کا خواہان نکلا

سرگذشتِ دلِ بیتاب کہانتک عثمان
یہ تو اک قصۂ پُردرد و پُرارمان نکلا

غزل (۱۶)

زخم کھانے سے دلِ بیمار اچھا ہو گیا
دردِ دل جاتا رہا قاتل مسیحا ہو گیا

پارہ پارہ دل ہوا ٹکڑے کلیجا ہو گیا
تیغِ ابرو سے جو قاتل کا اشارا ہو گیا

پھر بہار آئی چمن مین۔ پھر مجھے اوچھلا جنون
پھر مرا زخمِ کہن قسمت سے تازا ہو گیا

شام کو آپکا وعدہ تھا۔ مگر کیا کیجئے
وہ نہ آئے مفت مین۔ خونِ تمنا ہو گیا

جام ہے۔ ساقی ہے۔ مے ہے۔ شاہد مقصود ہے
خوبیِ قسمت سے کیا سامان پیدا ہو گیا

غیر حالت دیکھکر میری۔ تمھارے عشق مین
آج تو دشمن بھی دل سے دوست اپنا ہو گیا

اب ہزار اسکو مٹائے کوئی مٹ سکتا نہین
نقشِ الفت۔ لوحِ دل پر میری۔ کندا ہو گیا

آفتین کیا کیا اوٹھائین۔ رنج و غم کیا کیا سہے
سنگدل کے عشق مین۔ پتھر کلیجا ہو گیا

چارہ گر سے پوچھئے۔ اب کسکا کرتا ہے علاج
دردِ الفت سے۔ مرے دل کا مداوا ہو گیا

مجھکو سمجھانے یہ آئے ہین۔ تماشا دیکھئے
بیٹھے بیٹھے آج ناصح کو بھی سودا ہو گیا

جسطرف دیکھو یہی چرچا۔ یہی افسانہ ہے
عشق میرا کیا ہوا عثمان تماشا ہو گیا

غزل (۱۷)

کیا کیا شبِ غم جان پہ آزار نہ آیا
لب تک مگر احوالِ دلِ زار نہ آیا

بیوجہ گلے پر جو چھری پھیر دی تو نے
کیا رحم تجھے مجھپہ ستمگار نہ آیا

سرسبز ہوا سارا چمن موسمِ گل مین
اک نخلِ تمنّا مین مرے بار نہ آیا

سمجھا کئے بیگانہ مجھے شیخ و برہمن
کچھہ کام مرے سبحہ و زنّار نہ آیا

جسدن سے فلک نے مری قسمت کو سلایا
پھر خواب تجھے دیدۂ بیدار نہ آیا

کیا کیا نہ دیے زخم تری تیغِ ادا نے
باقی نہین دل جسپہ کہین وار نہ آیا

عثمان اونھین کیون مری آنیکا گلہ ہی
تھا اپنی طبیعت کا مین مختار نہ آیا

غزل (۱۸)

وہ پاس تھے تو مرا حال یون خراب نہ تھا
تڑپ جگر مین نہ تھی۔ دل مین اضطراب نہ تھا

ہزار وصل کا اون سے کیا سوال مگر
نہین نہین کے سوا اور کچھ جواب نہ تھا

ستا کے عشق مین کیا تجھکو ملگیا ظالم
ہمارے دل کا دُکھانا کوئی ثواب نہ تھا

شب فراق فلک پر گھٹا جو چھائی تھی
دھوان مرے دل سوزان کا تھا سحاب نہ تھا

یہ حسن و عشق مین اچھی مناسبت دیکھی
مرا وفا مین۔ جفا مین ترا۔ جواب نہ تھا

وفور شوق مین۔ بوسہ جو لے لیا رخ کا
خطا یہ دل کی تھی۔ مین قابل عتاب نہ تھا

خدا کے فضل نے بخشا وگرنہ ای عثمان
مرے گناہون کی کچھ حد نہ تھی حساب نہ تھا

غزل (۱۹)

اپنے مشتاق سے دم بھر نہ جدا رہنا تھا
ہائے تجھکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا

شوقِ پابوس جو تھا حسرتِ دیدار کے ساتھ
میری آنکھون کو بھی قدمون سے لگا رہنا تھا

مجھکو پروا نہین قاتل جو کھنچا رہتا ہے
تیغِ قاتل کو تو مجھ سے نہ کھنچا رہنا تھا

ٹھوکرین اسکو لگاتا کوئی آتے جاتے
مرے دل کو بھی سرِ راہ پڑا رہنا تھا

ہدفِ ناوکِ انداز و ادا کیون ہوتا
میرے دل کو مرے سینے مین چھپا رہنا تھا

شرم کا کام نہین ناز بھری چتون مین
بنکے شوخی تجھے آنکھون مین حیا رہنا تھا

رہکے گلشن مین پھنسے صورتِ بلبل عثمان
رنگ و بو بنکے ہمین سب سے جدا رہنا تھا

غزل (۲۰)

ایک مدت سے ہے مشتاق جفا دل اپنا
دیر اب کرتا ہے کس واسطے قاتل اپنا

ہجر مین تیرے تڑپتا ہے فغان کرتا ہے
کسی صورت سے سنبھلتا ہی نہین دل اپنا

دیکھے دل یار۔ پڑے جان کے لالے مجھکو
اب بھی کیا حال نہین رحم کے قابل اپنا

نہ زمانے کی شکایت نہ گلہ قسمت سے
پوچھئے سچ تو خطاوار ہے اک دل اپنا

ہم بھی کرتے نہ خوشامد کبھی تیری لیکن
اس سے مجبور ہین قابو مین نہین دل اپنا

رحم اوسمین۔ نہ وفا اوسمین۔ نہ الفت اوسمین
حیف صد حیف کہان جاکے لگا دل اپنا

ایسے دشمن کو کرون کسکے حوالے عثمان
اب تو دوبھر ہوا جاتا ہے مجھے دل اپنا

غزل (۲۱)

رنگ کیا کیا نہ زمانے کو بدلتے دیکھا
جسکو دیکھا کفِ افسوس ہی ملتے دیکھا

کوئی حسرت۔ کوئی اُمید نہ نکلی میری
بارہا آہ کو سینے سے نکلتے دیکھا

یہ مرض عشق کا ایسا ہے کہ جینا ہی محال
کس نے بیمارِ محبت کو سنبھلتے دیکھا

آفتیں لاکھ ہوں ٹلجاتی ہیں سر سے لیکن
نہ بلائے شبِ غم کو کبھی ٹلتے دیکھا

اشک کے ساتھ نکلنے لگے ٹکڑے دل کے
یہ نتیجہ تری اُلفت کا نکلتے دیکھا

کیا بلا ہے دلِ پُرسوز الٰہی میرا
جسکو ہر دم نفسِ سرد سے جلتے دیکھا

لاکھ تدبیر نکالی گئی۔ لیکن عثماں
دل کا ارمان تو کوئی نہ نکلتے دیکھا

غزل (۲۲)

دلِ شکستہ کو پیغام یار کا پہونچا
گلِ فسردہ کو مژدہ بہار کا پہونچا

ہوا خزانئی مثالی بہار کو کیونکر
کہ ہاتھ دامنِ گل تک نہ خار کا پہونچا

یہ آج نسخۂ دردِ جگر ملا مجھکو
زہے نصیب کہ خط اوس نگار کا پہونچا

ملا ہے رتبۂ عالی یہ خاکساری سے
کہ سر فلک پہ ترے خاکسار کا پہونچا

جہان کو مست کیا اک نگاہ نے ساقی
ادھر بھی دیکھ کہ عالم خمار کا پہونچا

جو کچھہ امید تھی وہ بھی جواب دینے لگی
یہ حال اب ترے امیدوار کا پہونچا

نہ کسکی خاک کو پامال کر دیا تونے
دماغ چرخ پہ مشتِ غبار کا پہونچا

نہین ہی جان کی پروا اگر یہ غم ہے مجھے
کہ دکھ نہ جائے دمِ ذبح یار کا پہونچا

چمن کا رنگ یہ کہتا ہی مجھ سی ای عثمان
خزان ہوا ہوی موسم بہار کا پہونچا

غزل (۲۳)

حالتِ دل جو کوئی پوچھنے والا ہوتا — آہ ہوتی۔ نہ فغان ہوتی۔ نہ نالا ہوتا

دلِ بیتاب کو سینے سے جدا رکھتا تھا — ایسے دشمن کو تو پہلو مین نہ پالا ہوتا

لطف آتا ہمین گلزار مین میخانے کا — موسمِ گل مین ہر اک پھول۔ پیالا ہوتا

بند ہوتا لبِ فریاد کا ناممکن تھا — آہ رکتی شبِ فرقت مین تو نالا ہوتا

خود محبت مین پھنسنا تھا تو پھنسنا تھا ایدل — تو نے ظالم مجھے آفت مین نہ ڈالا ہوتا

ہے اگر سیر کے قابل تو یہی گلشن ہے — میرے داغون کا کوئی دیکھنے والا ہوتا

مجھکو اب تک نگہِ لطف کی حسرت ہی رہی — کوئی ارمان مرے دل سے نکالا ہوتا

یہ مصیبت۔ یہ قیامت۔ یہ بلا کیون آتی — دلِ مضطر کو جو پہلو مین سنبھالا ہوتا

رخِ گلرنگ کا جاتا نہ تصور دل سے — میرا ہر داغِ جگر عشق مین لالا ہوتا

میری آہون کا ستمگر تجھے دینا تھا جواب — کاش ترکش سے کوئی تیر نکالا ہوتا

چمنِ عشق مین آتی جو بہار اے عثمان
زخمِ دل کا بھی مرے۔ رنگ دوبالا ہوتا

غزل (۲۴)

اے جنون حال زمانے پہ ہے روشن میرا
چاک ہین جیسے ہزارون وہ ہی دامن میرا

کوئی دلسوز نہین اے بتِ پُرفن میرا
ہائے اب دل بھی ہُوا جاتا ہے دُشمن میرا

خوب دل کھول کے ہر شام کو رُو لیتی ہے
ملگیا شمع کو جس روز سے مدفن میرا

دستِ قاتل کا اثر دستِ جنون نہین دیکھا
صُورتِ زخمِ جگر چاک ہے دامن میرا

رات بھر نیند نہ صیاد کو آخر آئی
سُن لیا تھا جو ذرا نالہ و شیون میرا

مرضِ عشق مین پہونچی ہے یہ حالت میری
دُوست تو دُوست ہین۔ غم کھاتے ہین دُشمن میرا

رنگِ گلزار ترقی پہ ہے مین ڈرتا ہون
آتشِ گُل سے نہ جلجائے نشیمن میرا

صرصرِ آہ سے کیونکر نہ بچاؤن اسکو
داغِ سینہ ہے چراغِ تہِ دامن میرا

ابرِ رحمت کا یہ احسان ہے مجھپر عثمان
چمنِ دہر مین سرسبز ہے گلشن میرا

غزل (۲۵)

ساتھ رکھتا ہے پئے قتل ستمگر اپنا
تیر و مژگان و کمان ابرو و خنجر اپنا

مے و معشوق کی صحبت بھی عجب صحبت ہی
ہاتھ مین جام ہے آغوش مین دلبر اپنا

ایک دفتر ہے بیانِ غم و حسرت کیا ہو
کیا لکھون نامہ مین حالِ دلِ مضطر اپنا

خواب مین بھی نہ ہوا یار کا دیدار نصیب
وائے قسمت کبھی جاگا نہ مقدر اپنا

میکدہ سے ہی نہ مطلب۔ نہ ہی ساقی سے غرض
مئے الفت سے بھرا رہتا ہے ساغر اپنا

بات کیا ہے جو تڑپنے مین مزہ آتا ہے
ستم اک لطف سے کرتا ہے ستمگر اپنا

دیکھئے ساحلِ مقصود کب آتا ہے نظر
قلزمِ عشق مین اب دل ہی شناور اپنا

بیٹھے بیٹھے تجھے چپ لگ گئی کیون خیر تو ہے
حال کچھ کہہ تو سہی لے دلِ مضطر اپنا

سنگ دل۔ بانیِ بیداد۔ جفا جو۔ عیار
ہائے تقدیر کہ دل آیا ہے کس پر اپنا

کیا ستم ہو کہ چلے کوچۂ جانان سے جو ہم
دل جدا ہو گیا پہلو سے نکلکر اپنا

جام ساقی نے دیا غیر کو میرے ہوتے
رہگیا خونِ جگر ہائے مین پیکر اپنا

ہوگا کیا حال ندامت سے ہمارا **عثمان**
حال پوچھیگا سرِ حشر جو داور اپنا

غزل (۲۶)

سوزِ اُلفت میں ہیں کیا جانیے اسرار۔ یہ کیا
نالے کیوں مُنہ سے نکلتے ہیں شرر بار۔ یہ کیا

میری آہوں نے تجھی پر یہ ستم ڈھایا ہے
پھینک دی کھینچ کے جلّاد نے تلوار۔ یہ کیا

بسمِ دیدار جو غش آنے لگا موسیٰؑ کو
یہ ندا آئی کہ اے طالبِ دیدار۔ یہ کیا

جسقدر دیکھتا ہوں۔ صورتِ دلکش تیری
اور ہوتی ہے مجھے حسرتِ دیدار۔ یہ کیا

اِسمیں تو آٹھ پہر یاد تری رہتی تھی
خانۂ دل کو کیا تُو نے جو مسمار۔ یہ کیا

قتل کے بعد تو مہندی نہ لگائی ہوتی
اپنے ہاتھوں سے کیا خُون کا اظہار۔ یہ کیا

آسماں مجھ سے پھرا تھا تو پھرا تھا لیکن
بے سبب پھر گئی مجھ سے نگہِ یار۔ یہ کیا

خلشِ نوکِ مژہ گر یہ نہیں۔ پھر کیا ہے
دِلمیں اِک پھانس کھٹک جاتی ہے ہر بار۔ یہ کیا

بیخودی میں تو یہاں۔ اور ہی لطف آتا تھا
میرے ساقی نے مجھے کر دیا ہُشیار۔ یہ کیا

صاف کہدیجیے جو دِلمیں ہو۔ جھگڑا مِٹ جائے
کبھی اِقرار زباں پر۔ کبھی انکار۔ یہ کیا

خیر ہو رُوٹھی۔ کل تک تو صدا آتی تھی
آج آہیں نہیں کرتا دلِ بیمار۔ یہ کیا

وصل میں قصد یہ تھا۔ کھل کے کرینگے شکوے
ہوگئے بند ہمارے لبِ اظہار۔ یہ کیا

آگیا پیچ میں شاید دلِ ناشاد مرا
بل کی لیتے ہیں ترے گیسوِ خمدار۔ یہ کیا

وصل سے تھی مجھے آرام کی اُمید مگر
اور بھی بڑھنے لگا عشق کا آزار۔ یہ کیا

ظلم پر ظلم وہ ڈھاتے ہیں دلِ عثماں پر
کوئی اتنا نہیں کہتا کہ ہے سرکار۔ یہ کیا

غزل (۲۷)

پھر نئے سر سے مجھے عشق کا آزار ہوا
جان و دل بیچکے پھر اوسکا خریدار ہوا

زہد پر ناز ہے زاہد کو۔ خبر اسکی نہین
قابلِ عفو وہی ہے جو گنہگار ہوا

یہ مزہ ناوکِ قاتل نہ کبھی بھولیگا۔
تر بتر خون سے میرے لبِ سوفار ہوا

وہ بلا ہین ترے گیسو کہ مرا دل کیا ہے
دام مین طائرِ دانا بھی گرفتار ہوا

کوچۂ یار مین دیدار کی صورت نہ رہی
بند قسمت سے مری۔ روزنِ دیوار ہوا

چارہ گر سے مین بیان دردِ جگر کیا کرتا
حالِ دل اپنا کبھی قابلِ اظہار ہوا

شمع بھی صورتِ پروانہ جلا کرتی ہے
کسقدر گرم ترے حسن کا بازار ہوا

سحرِ وصل دکھائی مجھے پھر قسمت نے
بختِ خفتہ مرا پھر خواب سے بیدار ہوا

بارہا آپنے وعدے کئے ہمسے **عثمان**
کبھی پورا نہ مگر آپکا اقرار ہوا

غزل (٢٨)

چھایا ہے ابر۔ آیا ہے موسم بہار کا
ساقی پلا دے جام مئے خوشگوار کا

دل مین بندھا ہوا ہے تصوّر جو یار کا
ممکن نہین کہ دخل ہو صبر و قرار کا

آئی جو صبح حشر تو اس سے ملی نجات
تھا کس بلا کا طول شب انتظار کا

آہ و فغان کا ضبط کیا آجتک مگر
اب دل نہین رہا ہے مرے اختیار کا

صبر و قرار و ہوش سبھی ہو گئے فنا
روشن ہے اک چراغ دل داغدار کا

چکرا دیا فلک کو ۔ زمین کو ہلا دیا
خالی گیا نہ صبر دل بیقرار کا

دود جگر کو جب نہ ٹھکانا ملا کہین
پروانہ بن گیا مری شمع مزار کا

یہ سب سہی کہ آؤ گے وعدہ پہ تم ۔ مگر
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

ہے آج چشم ساقی مہوش پھری ہوئی
گردش مین ہے نصیب کسی بادہ خوار کا

تھامے ہوئے جگر کو وہ آتے ہین سامنے
دیکھا اثر ہمارے دل بیقرار کا

ایسی ہوا بندھی ہے مرے دود آہ کی
دم بند ہو رہا ہے نسیم بہار کا

عثمان یہ سربلند ہوا بعد مرگ بھی
اللہ رے حوصلہ مرے مشت غبار کا

غزل (۲۹)

جان رکھدی ناز پر۔ دل بھی ادا پر رکھدیا
خون حسرت کا کیا تو نے جو خنجر رکھدیا

اونکی مٹھی مین نہین ہی۔ اونکی زلفون مین نہین
کس جگہ دزدِ حنائے دل چرا کر رکھدیا

آنکھ جسدم دیدۂ مخمور ساقی پر پڑی
میکدے مین ہاتھ سے مستون نے ساغر رکھدیا

ہو رہا ہی دیر سے جھگڑا حیات و موت مین
فیصلہ موقوف ہمنے تجھپہ خنجر رکھدیا

ناوکِ بیداد سے کب چشم پوشی ہمنے کی
خونِ دل۔ لختِ جگر۔ جو تھا میسّر رکھدیا

کوچہ گردی سے جنون مین ایکدم فرصت نہین
پاؤن مین میری۔ فلک نے اپنا چکّر رکھدیا

نامۂ عشق و محبت کی طوالت دیکھتے
ہاتھ مین قاصد کے مین نے ایک دفتر رکھدیا

اسقدر فتنے اوٹھائی تو نے ای محشر خرام
تیرے ہر نقشِ قدم پر حشر نے سر رکھدیا

دل کو دیکھا اس نگاہِ تیز سے سفّاک نے
تیر اک ترکش مین گویا اوس نے لیکر رکھدیا

دیکھکر دلدادہ مینوشی کا ای عثمان مجھے
آگے ساقی نے مرے۔ مینا و ساغر رکھدیا

غزل (٣٠)

رنگ لائیگا تڑپنا بلبل ناشاد کا
جل اوٹھیگا نالۂ سوزان سے گھر صیاد کا

یاد پر ٹھہرا ہے گر وعدہ ستم ایجاد کا
کیا ٹھکانا ہے کہو اوس بیوفا کی یاد کا

دو ہی دن کے بعد پھر بدلی ہواۓ صحن باغ
کچھ عجب نقشہ ہے یارب گلشن ایجاد کا

یہ گل و بلبل کی سرگوشی نہین ہے بے سبب
اوسکو گلچین کا ہے کھٹکا اسکو ڈر صیاد کا

دل بھی حاضر ہی۔ جگر بھی۔ جان بھی تیرے لئے
حوصلہ باقی نہ رہجاۓ کوئی بیداد کا

سنگ دل گر آپ ہین تو ایک ہی مین سخت جان
آپکا پتھر کا دل میرا جگر فولاد کا

باغبان کیسی چلی ہے یہ ہواۓ انقلاب
باغ ویران ہے یہ قفس آباد ہے صیاد کا

لذتین ملنے لگین دل کو جفاۓ چرخ مین
رنگ اسنے بھی اوڑایا ہے تری بیداد کا

پھیر قسمت مین جو تھا نکلا نہ وقت ذبح بھی
چلتے چلتے پھر گیا منہ خنجر جلاد کا

شاد ہین ارمان سنکر اوسکے آنیکی خبر
خانۂ دل مین بپا ہے غل مبارکباد کا

مضطرب ہوگا کوئی۔ وحشت زدہ ہوگا کوئی
یہ پتہ ہے نامہ بر کوئی ستم ایجاد کا

ظلم سہتے سہتے آخر مٹ گیا شیدا ترا
ہے ٹھکانا بھی کہین اس خانمان برباد کا

مین وہ بلبل ہون کہ فصل گل مین گر نالے کرون
موم ہو ہو کر پگھل جاۓ جگر صیاد کا

حوصلہ اون کے ستم کا بڑھ گیا کچھ اور بھی
خوب اثر اولٹا ہوا اے دل تری فریاد کا

دل ہی قابو مین نہین جیسے پڑی کچھ نظر
اب خدا جانے نتیجہ کیا ہو اس افتاد کا

اوسکے کوچہ مین غبار راہ سا ہوگا کہین
یاد ہے اتنا پتہ مجھکو دل ناشاد کا

جلوہ گر رہتی ہین اسمین کیسی کیسی صورتین
دل ہمارا ہے مرقع عالم ایجاد کا

کہتے ہین رو کر چمن مین عندلیبان چمن
اے فلک یہ ظلم تیرا ہے کہ ہے صیاد کا

ناوک بیداد سے بسمل ہم اسکو کر چکے
کچھ تدارک بھی تو ہو جاۓ دل ناشاد کا

کیون نہ پہلو مین یہ تڑپے مرغ بسمل کیطرح
ہے دل عثمان نشانہ ناوک بیداد کا

غزل (۳۱)

گلگشت کے قابل نہین گلزار جہان کا
یہان فصل بہاری مین بھی کھٹکا ہی خزان کا

لو اور سنو تیر نگاہون سے لگا کر
ابرو سے لیا کام ستمگر نے کمان کا

بھولی ہوی کیون فصل بہاری یہ ہی بلبل
موسم ابھی آجایگا دم بھر مین خزان کا

ہوتے ہوی آنکھون سی وہ آجاتے ہین دلمین
گویا یہی رستہ ہی تصور کے مکان کا

پہلو مین تڑپکر ۔ تری فرقت مین ہمیشہ
نقشہ مرا دل کھینچتا ہے برق تپان کا

سنتا ہی نہین کوئی جہانمین یہ ستم ہے
اظہار کرون کس سی مین اس درد نہان کا

ہمسایہ بھی نالان ہین تری ہاتھ سی ای دل
سن سنکے شب ہجر مین شور آہ و فغان کا

کہدو یہ طبیبون سے کہ پوچھو نہ مرا حال
دم لینا ہی دشوار ہے آرام کہان کا

زلفون مین بھی شمع رخ دلدار سی ڈھونڈا
پایا نہ پتہ کچھہ دل بے نام و نشان کا

واقف ہی مری اوج مراتب سے زمانہ
عثمان جو ہون مداح شہ کون و مکان کا

غزل (۳۲)

گذر یگی یا خدا یہ شب انتظار کب — دل کی مراد آئیگی پروردگار کب

آکر گلے ملیگا مرا گلعذار کب — نکلینگے دل سے حسرت ارمان کے خار کب

نالے نکل ہی جاتے ہین ہرچند روکئے — دل پر فراق یار مین ہے اختیار کب

باد صبا بتا تو ذرا۔ کوئے یار مین۔ — لیجائیگی اوڑا کے ہمارا غبار کب

حاجت نہین ہے۔ کچھ مرے اظہار حال کی — پوشیدہ آپ سے ہے مرا حال زار کب

پہلو مین میرے اسکو بھی دم بھر نہین قرار — شوخی مین تم سے کم ہے۔ دل بیقرار کب

رنج و ملال۔ آہ و فغان۔ درد عشق و غم — چھوڑینگے ساتھ ہجر مین یہ تین چار کب

قاصد ترے بیان سے تسلی نہین مجھے — پوچھینگے آکے خود۔ وہ مرا حال زار کب

عثمان تمام دشت چمن ہو گئے نہال
میرے چمن مین آئیگی فصل بہار کب

غزل (۴۴)

اڑ گیا ہائے مرا سوزِ جگر آپ سے آپ
ہوگئے خشک مرے دیدۂ تر آپ سے آپ

آفرین اے دلِ بیتاب ہے تجھپر ورنہ
کون ہوگا ہدفِ تیرِ نظر آپ سے آپ

مہرباں مجھپہ ہُوا یار تو حیرت کیا ہے
سچ ہے یہ عشق میں ہوتا ہی اثر آپ سے آپ

ابتو کچھ نامہ و پیغام کی حاجت نہ رہی
اونکو نالے مرے ۔ دیتے ہین خبر آپ سے آپ

آبرو عشق نے دی ہے یہ مری آنکھون کو
دانہ ہر اشک کا بنتا ہے گہر آپ سے آپ

ہو الٰہی شبِ غم مین یہ اثر وحشت کا
چاک ہوجائے گریبانِ سحر آپ سے آپ

آپ سے آنکھ چُرائین گے وہ کبتک عشّاں
مل ہی جائیگی کسی رُوز نظر آپ سے آپ

غزل (٣٤)

کس درجہ ترقی پہ ہے یہ سوز جگر آج
اوڑتے ہین مری سینے سے آہون کے شرر آج

رونے سے عیان ہو گئے سب عشق کے آثار
تو نے مجھے بدنام کیا - دیدۂ تر آج

کس شوخ کی دزدیدہ نظر کر گئی تاثیر
دل سینے مین بیتاب ہے - بیچین جگر آج

رو کر غم فرقت سے کرینگے اوسے آگاہ
ہم آنسوؤن کے تار پہ بھیجین گے خبر آج

وہ ماہ جبین شب کو جو آنکھون سے نہان ہے
خورشید قیامت نظر آتا ہے قمر آج

آتا ہے کوئی باد بہاری کی طرح سے
مژدہ یہ سناتی ہے مجھے باد سحر آج

گر رہی بیتابی دل جوش پہ عثمان
کسطرح شب ہجر مری - ہو گی بسر آج

غزل (۳۵)

قربان ہوگئے نگہ یار دیکھکر
ہم بک گئے ہین اپنا خریدار دیکھکر

عاشق ہوے ہین ہم رخ دلدار دیکھکر
سودا ہوا ہے گیسوے خمدار دیکھکر

سنبل اگر اسیر ہے گیسو کے دام مین
گل بھی فریفتہ ہے وہ رخسار دیکھکر

اب زہد کا خیال نہ تقوے کی یاد ہے
بھولے ہین شیخ خانہ خمار دیکھکر

صیاد رحم کر ابھی فصل بہار ہے
بلبل پھڑک رہی ہے یہ گلزار دیکھکر

گرچہ جگر نشانہ قاتل تھا پیشتر
دل بھی تڑپ گیا لب سوفار دیکھکر

آخر جدا کیا مجھے اوس گل سے ای فلک
تجھ سے رہا گیا نہ ستمگار دیکھکر

تعریف کیا کرون ترے حسن و جمال کی
حسرت زدہ ہون جلوہ دیدار دیکھکر

عثمان یہ ولولہ ہے محبت کا آجتک
جی بھی مچل گیا ہے دربار دیکھکر

غزل (۳۶)

دل نے بدنام کیا عشق مین رسوا ہوکر
چشم گریان نے ڈبویا ہے مجھے دریا ہوکر

نیم بسمل مجھے رکھا مری ناکامی نے
رہگیا ابروِ قاتل کا اشارا ہوکر

خاک ہوکر بھی تمنا ہے یہ دل مین باقی
کہ رہین چشمِ فسونساز مین سرما ہوکر

اشکِ خون کا جو ہوا جوش غمِ ساقی مین
میری آنکھون سے یہ ٹپکا کئے صہبا ہوکر

خوب کرتے ہین مریضانِ محبت کا علاج
جان لیتے ہین وہ عاشق کی مسیحا ہوکر

چشم و دل کو جو ہوی پیرِ مغان سی نسبت
کردیا مست مجھے ساغر و مینا ہوکر

خلش نوکِ مژہ کیا کہون تمسے عثمان
غم مرے دلمین رہا خارِ تمنا ہوکر

غزل (۳۷)

دیتی ہے یہ گردش طلبِ یار فلک پر
سیّارے نہین پھرتے ہین بیکار فلک پر

پرتو یہ کسی غیرتِ یوسف کا پڑا ہے
ہے گرم جو خورشید کا بازار فلک پر

کیا کوئی مداوا کرے بیمار کا تیرے
خود حضرتِ عیسٰیؑ ہوئے بیمار فلک پر

پھر کھولدو تم عارضِ گلگون تو مزہ ہو
پھر رنگ شفق کا ہو نمودار فلک پر

دن رات یہ گردش لیے بیوجہ نہین ہے
پہونچا ہے ترے ہاتھ سے آزار فلک پر

اے نالۂ دل تجھکو رسائی ہو مبارک
آہون کو پہونچا ہو سزاوار فلک پر

عثمان جو پڑے عکس مِرے داغِ جگر کا
ہو مطلعِ خورشید پدیدار فلک پر

غزل (٣٨)

نہ ہوگا خون بھی ثابت مرا ستمگر پر
کہ منحصر ہے شہادت اوسی کے خنجر پہ

دو آتشہ ہوی مے۔ اوسکے ہاتھ مین ساقی
پڑا جو عکس رخ آتشین کا ساغر پر

بہار دیکھ لے اگر جو روے جانانکی
پڑے نگاہ نہ بلبل کی۔ پھر گل تر پر

ہمارے بخت کی گردش پہ تو نگاہ کرے
فلک کو ناز ہے بیکار اپنے چکر پر

الٰہی خیر۔ چلے اوس گلی کو حضرت دل
نہ لائین آفت تازہ کوئی۔ مرے سر پر

کیا ہے خون یہ کس دل جلے کا ای قاتل
پڑے ہوی ہین جو چھالے زبان خنجر پر

جفا پسند۔ دغا باز۔ فتنہ گر۔ عیار
ہمارا دل بھی جو آیا تو کس ستمگر پہ

یہ کسکے آنیکا مژدہ صبا سناتی ہے
بہار آتی ہے ہر دم نئی گل تر پر

ترے خیال مین۔ ای یار خواب کا کیا ذکر
تڑپ تڑپ کے ہوی صبح مجھکو بستر پر

شب فراق کا ہنگامہ کیا کہون عثمان
اوٹھا لیا مرے نالون نے آسمان سر پر

غزل (۳۹)

نظرِ قہر ہے کیون شیخ کی میخوارون پر
رحمتین حق کی برستی ہین گنہگارون پر

ناوک انداز ہُوین جیسے نگاہین تیری
دل ہی سو جان سے قربان تری سوفارون پر

آئنہ دیکھہ تو یہ آج نشان کیسے ہین
جم گیئن کسکی نگاہین ترے رخسارون پر

نالہ و آہ و بکا لاکھہ کرے دل میرا
نہ ہُوا ہی نہ اثر ہُوگا دل آزارون پر

پھر ڈہاینگے اسیرانِ قفس کے نالے
ظلم اچھا نہین صیّاد گرفتارون پر

دردِ فرقت سے نہ مرتے ہین نہ چین آتا ہی
زندگی بارِ گران ہُو گئی بیمارون پر

شبِ ہجران ہین ہی یہ دُودِ جگر کا عالم
چھائی جاتی ہے قیامت کی گھٹا تارون پر

اور ہُون گے ستم و جور سے ڈرنیوالے
تیرے جانباز گلا رکھتے ہین تلوارون پر

ہے یہ میخانہ بھی عبرت کی جگہ ای عثمان
شیشہ روتا ہی۔ قدح ہنستا ہی میخوارون پر

غزل (۴۰)

نہ ماہ رو سے غرض ہے نہ مہ جبیں سے غرض
مجھے تمھیں سے ہے الفت مجھے تمھیں سے غرض

نہ وصل چاہیں وہ راضی - نہ قتل پر راضی
کوئی سوال ہو - اونکو نہیں نہیں سے غرض

تمھاری تیغ کدھر جائیں - چھوڑ کر ہمکو
ہماری چاہنے والوں کو ہی ہمیں سے غرض

جنوں نے جیسے دیا ہے لباس عریانی
رہی نہ جیب و گریبان و آستیں سے غرض

بلند و پست ہیں یکساں ہمیں - محبت میں
نہ آسماں سے غرض ہے نہ کچھ زمیں سے غرض

بڑی امید شہادت کی تھی مگر قاتل
نکل سکی نہ تری دست نازنیں سے غرض

مٹے نہ داغ محبت بلا سے دل مٹ جائے
مکان رہے نہ رہے - ہمکو ہے مکیں سے غرض

نکل کے جائے یہاں سے کہاں وہ اے ناصح
خیال یار کو میرے دل حزیں سے غرض

کوئی غرض نہیں تصویر سے تری عثمان
ہمیں فقط ہے تری صورت آفریں سے غرض

غزل (۴۱)

بیوفا مجھ سے رہیگا یہ تجاہل کبتک
ایک بوسے کے لئے اتنا تامل کبتک

اوس مسیحا سے کہو جان لبون پر آئی
مرنیوالون سے رہیگا یہ تساہل کبتک

مر مٹے۔ خاک ہوے۔ عشق مین برباد ہوے
بیخبر کچھہ بھی خبر ہے یہ تغافل کبتک

چلکے گلشن مین دکھا دے رخ و گیسو کی بہار
تیرے مشتاق رہین گے گل و سنبل کبتک

موت آجائے کہین اسکی رہائی ہوجائے
دام صیاد مین پھڑکا کرے بلبل کبتک

ہاتھ بھی مین نے لگایا نہین اسکو ظالم
مجھ سے برہم یہ رہیگی تری کاکل کبتک

داغ دل اسکی حفاظت کو ہین کافی عثمان
شمع مرقد کو کریگی یہ صبا گل کبتک

غزل (۴۲)

روئے بیٹھے ہین اب اپنے دلِ ناکام کو ہم
تھا نہ معلوم کہ پہونچین گے اس انجام کو ہم

زندگی بھر تری پھندی سے نہ نکلے صیاد
قید ہستی کی سمجھتے ہین اسی دام کو ہم

کیا سمجھکر ہمین کرتا ہے نصیحت ناصح
خوب دیکھے ہوئے ہین گردشِ ایام کو ہم

شوق کے سامنے قاصد کی ضرورت کیا ہے
کسی عنوان سے بھجوائین گے پیغام کو ہم

کیون نہ آنکھون سے لگائین ہم اسے ای ساقی
چشمِ معشوق سمجھتے ہین ترے جام کو ہم

یاد جو کچھہ تھا ہمین عشق مین سب بھول گئے
رکھتے ہین وردِ زبان ایک ترے نام کو ہم

حالتِ بیخودیِ شوق نہ پوچھو عثمان
عشق مین بھول گئے ہین سحر و شام کو ہم

غزل (۴۳)

گئی بہار کب آئی خزان - نہین معلوم
کدھر چمن ہے - کدھر آشیان - نہین معلوم

کچھہ ایسی محو ہوے ہم تری محبت مین
کہ دل بھی رکھتا ہی درد نہان - نہین معلوم

ہماری دم سے ہی رونق ترے گلستان کی
ہماری قدر تجھے باغبان - نہین معلوم

جو بادہ کش ہین وہی جانتے ہین ای زاہد
تجھے کرامت پیر مغان - نہین معلوم

وہ مٹگیا ہی کچھہ ایسا تری محبت مین
کہ دل کا نام سنا ہی نشان - نہین معلوم

کچھہ ایسے ہو گئے خاموش دیکھکر اون کو
کہ منہ مین رکھتے ہین ہم بھی زبان - نہین معلوم

ستا رہا ہی جو **عثمان** کو اسقدر ظالم
اثر فغان کا تجھے آسمان - نہین معلوم

غزل (۴۴)

آزاد ہو کے کشمکشِ مدّعا سے ہم
بیخوف ہو گئے ہین ہجومِ بلا سے ہم

چلکر یہ آج پوچھین گے بادِ صبا سے ہم
کیونکر ملین گے شاہدِ گلگون قبا سے ہم

سب سے ترے خیال نے بیگانہ کر دیا
اب کیا یگانہ ہو گئے کسی آشنا سے ہم

اُمید کی جھلک ہے کبھی ۔ یاس کی کبھی
بیزار ہو گئے ترے رنگِ وفا سے ہم

تمکو ہماری فکر ۔ ہمارا خیال کیا
شادان ہین یا حزین ہین ۔ تمھاری بلا سے ہم

دل اپنا آئنہ ہے رخِ صاف کی طرح
ہمرنگِ یار ہو گئے ذوقِ صفا سے ہم

عثمان سے شوقِ دید یہ کہتا ہے بار بار
کس دن ملین گے دیکھئے اوس دلربا سے ہم

غزل (۴۵)

نخلِ گُل موسمِ گُل مین جو ہرے ہوتے ہین
دل کے ٹکڑے مرے دامن مین بھرے ہوتے ہین

جان دیتے ہین سبھی تجھ پہ مسیحا - لیکن
ہمسے بڑھکر بھی کہین اور مرے ہوتے ہین

آمدِ فصلِ بہاری ہے مبارک اے دل
پھر مرے داغِ کہن آج ہرے ہوتے ہین

لطف دیتے ہین یہ ساقی شبِ تنہائی مین
ساغرِ چشم ہمارے جو بھرے ہوتے ہین

وصل مین دیکھکے بگڑی ہوے تیوراون کے
کیا کہین حضرتِ دل کیسے ڈرے ہوتے ہین

پارسائی کا جگر ہوتا ہے پانی پانی
طاق پر شیشہ و ساغر جو دھرے ہوتے ہین

نقدِ جان دیکے خریدار ہوے ہم عثمان
حسن کے دام بھی کیا دام کھرے ہوتے ہین

غزل (۴۶)

ترسی دوا سے ہمین چارہ ساز کام نہین
کہ دل کے زخم کو منظور التیام نہین

نمازِ عشق مین حاجت امام کی کیا ہے
کہ دل سے بڑھکے ہمارا کوئی امام نہین

نگاہ شوخ ہی کیا بے حجاب قاتل کی
یہ تیغ وہ ہی جسے حاجتِ نیام نہین

لیا جو بوسۂ رخ بیخودی مین جانے دو
ہمارا جرم سزاوارِ انتقام نہین

ہماری فرقتِ جانان مین جان جاتی ہے
اور اوسکے آنیکا وعدہ ابھی تمام نہین

دمِ سحر وہ گئے نیم جان مجھے کرکے
یہ وہ سحر ہے الٰہی کہ جسکی شام نہین

ہمارے دلکی تلوّن مزاجیان دیکھو
کہین قرار نہین ہے کہین قیام نہین

ہمارا نام و نشان آپ پوچھتے کیا ہین
مٹے ہین عشق مین ایسے کہ جسکا نام نہین

ہمارے دل نے یہ فتویٰ دیا ہی اے واعظ
کہ اس بہار مین توبہ کا خون حرام نہین

ہزار بار قیامت گذر گئی **عثمان**
مگر ہنوز جدائی کا دن تمام نہین

غزل (۴۷)

ہے دہن کونسا جسمین تری تقریر نہین
کونسا قلب ہے جسمین تری تصویر نہین

کیا مسیحا سے ہو آزارِ محبت کا علاج
یہ مرض وہ ہے کہ جسکی کوئی تدبیر نہین

خندۂ گل نہ مٹا نالۂ بلبل سے کبھی
یہ وہ نالہ ہے کہ جسمین کوئی تاثیر نہین

دردمندانِ محبت کو شفا کیا ہوتی
چارہ گر تیری دوا مین کوئی اکسیر نہین

کون جانے کہ محبت کا نتیجہ کیا ہے
یہ ہے وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین

دل تھا مشتاق نشانے کا مگر کیا کیجے
ترکشِ یار مین قسمت سے کوئی تیر نہین

سلسلہ گیسوِ جانان کا مجھے کافی ہے
ہون وہ دیوانہ جسے حاجتِ زنجیر نہین

ایک جنبش مین ہزارون کے گلے کٹتے ہین
ابروِ یار کو کچھ حاجتِ شمشیر نہین

خود بخود داغ مرے دل کا بڑھا جاتا ہے
یہ ہے وہ شمع جسے حاجتِ گلگیر نہین

سرد مہریِ بتان کا یہ اثر ہے عثمان
جذبۂ دلمین ہمارے کوئی تاثیر نہین

غزل (۴۸)

کوئی شریکِ حال نہین ہجرِ یار مین
قسمت بھی سو رہی ہے شبِ انتظار مین

مرنے کے بعد بھی نہین آسودگی نصیب
دل بھی ہے بیقرار ہمارے مزار مین

مدت سے اوسکی یاد مین تڑپا کیا ہے دل
پھر لے چلے نسیم مجھے کوئے یار مین

لالہ رخون کے عشق کی تاثیر دیکھنا
چمکے ہین داغِ دل بھی ہماری بہار مین

تنگ آگیا ہون عشق مین کس کی لون خبر
دل اختیار مین ہے نہ تو اختیار مین

مین اپنے دل پہ کیون نکرون ناز ناصحا
کھلتے ہین میرے داغِ جگر لالہ زار مین

حسن و جمالِ یار کے لاکھون ہین شیفتہ
عثمان کا ایک دل ہی یہان کس شمار مین

غزل (۴۹)

درد دل کے لیے ہم بھی یہ دوا رکھتے ہین
تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھتے ہین

اک ہمین طالب دیدار نہین ہین اونکے
سارے عالم کو وہ مشتاق لقا رکھتے ہین

کیون نہو عالم بالا سے مشابہ مضمون
معنی زلف مین ہم فکر رسا رکھتے ہین

داغ الفت وہ نہین ہے جو مٹائی سے مٹے
صفحہ دل پہ عجب نقش وفا رکھتے ہین

جسطرف آنکھ اوٹھی ہوگئے بسمل لاکھون
کس غضب کی نگہ ہوش ربا رکھتے ہین

شوق پابوس مین اس دل کی تسلی کیلئے
آنکھ پر ملنے کو ہم بھی کف پا رکھتے ہین

ولولہ عشق کا باقی ہے ہمارے دلمین
تیری الفت کی ابھی سر مین ہوا رکھتے ہین

خوف یہ ہے کہ کہین راز نہ افشا ہوجائے
عشق کے داغ کو سینے مین چھپا رکھتے ہین

عمر گذری ہے یہان جرم و گنہ مین عثمان
کہین کس منہ سے کہ اعمال جزا رکھتے ہین

غزل (۵۰)

ابتو گذر رہی ہے عجب اضطراب مین
بیٹھے بٹھائے پڑ گیا دل کس عذاب مین

یہ حسن وہ نہین ہے۔ رہی جو حجاب مین
رکھینگے آپ چہرہ کو کبتک نقاب مین

ابتک نظر مین پھرتا ہی نقشہ وہ دلفریب
دیکھا تھا جلوہ رات کو ہمنے جو خواب مین

ہم تو ہزار جان سے تم پر نثار ہین
دل کا ہی کیا شمار۔ جگر کس حساب مین

باد صبا جو چھیڑتی ہے اوسکو بار بار
برہم ہے زلف یار بھی کس پیچ و تاب مین

احوال شوق نامہ مین۔ لکھہ تو دیا مگر
کیا دیکھئے وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین

عثمان فراق یار مین کیا لطف میکشی
لذت نہین رہی ہے۔ کچھہ اپنی شراب مین

غزل (۵۱)

لطف بھی ظالم ترا جور و جفا سے کم نہین
جس ادا کو دیکھتا ہون کچھہ قضا سے کم نہین

کشتگان ناز کی قسمت مین لکھی ہے حیات
آب خنجر بھی یہان آب بقا سے کم نہین

دل تڑپتا ہے تو کچھہ تسکین ہوتی ہے مجھے
درد میرا چارہ گر تیری دوا سے کم نہین

رفتہ رفتہ ناتوانی اسقدر بڑھتی گئی
جسم لاغر بھی ہمارا نقش پا سے کم نہین

صورت پیک نظر جاتا ہے کوئی یار مین
میرا قاصد چال مین باد صبا سے کم نہین

یہ نئی ای یار تیرے عشق کی تاثیر ہے
جو رقیب اپنا ہے وہ بھی آشنا سے کم نہین

دست رنگین پہ جو عثمان ناز بیجا ہے او
خون دل اپنا بھی رنگت مین حنا سے کم نہین

غزل (۵۲)

گلو نکو مژدہ چمن مین وہ آج آتے ہین
کہ نخلِ گل پئے تعظیم سر جھکاتے ہین

وہی تو زخمِ جگر کا مزہ اوٹھاتے ہین
تمھاری تیغِ ادا پر جو لوٹ جاتے ہین

نہ جانتے تھے کہ رسوا کرینگے یہ ہمکو
خدا کی شان اب آنسو بھی رنگ لاتے ہین

خدا نے دی ہی نزاکت وہ روئے رنگین کو
کہ میرے گل پہ عنادِ دل بھی خار کھاتے ہین

نیا یہ ڈھنگ نکالا مری عیادت کا
وہ دیکھکر مرے زخمون کو مسکراتے ہین

مزے ہین اونکے لئے پند کے نصیحت کے
ہمارے عشق مین ناصح بھی فیض پاتے ہین

یہ حوصلہ - یہ کلیجا - یہ دل ہمارا ہے
کہ بارِ عشق تمھارا ہمین اوٹھاتے ہین

تمھارے ظلم کا کس منہ سے ہم کرین شکوہ
ہمارے دیدہ و دل خود ہمین ستاتے ہین

یہ جشن وہ ہی کہ دشمن بھی کہتے ہین عثمان
کہ ہم بھی سالگرہ کی خوشی مناتے ہین

غزل (۵۳)

غضب کی آگ جگر مین لگائے جاتے ہین
یہ داغ دل مرے مجھکو مٹائے جاتے ہین

کبھی بگڑ کے لٹایا مجھے کبھی ہنسکر
وہ ہر ادا سے نشانہ اوڑائے جاتے ہین

خبر تو لیجئے ۔ میری نگاہ سے بچکر
یہ کون حضرتِ دل ۔ منہ چھپائے جاتے ہین

نہ صبر آتا ہے دم بھر ۔ نہ چین آتا ہے
ہجومِ یاس مرے دل کو کھائے جاتے ہین

کوئی ادا ابھی ستم سے ترے نہین خالی
یہ جور کیا ترے ہم سے اوٹھائے جاتے ہین

نگاہِ شوق کے ہاتھون ہر دلکی آبادی
کھلا ہے رستہ ارمان آئے جاتے ہین

گلہ مین حسرتِ دیدار کا کرون کیونکر
کہ ہر ادا سے وہ جلوہ دکھائے جاتے ہین

نہ حال سنتے ہین دل کا ۔ نہ مدعا دل کا
وہ باتون باتون مین مجھکو اڑائے جاتے ہین

چلے ہین جلوہ گہ یار سے جو ای عثمان
بغل مین ہم دلِ نالان دبائے جاتے ہین

غزل (۵۴)

تو مبارک ہو وہ پھر مست شراب آتے ہین
لاکھون فتنے ہین کہ ہمراہ رکاب آتے ہین

تنگیا آپ بھی ۔ مجھکو بھی مٹایا اے دل
خوب اندازنے تجھے خانہ خراب آتے ہین

کبھی ہین لطف کی باتین کبھی مضمون عتاب
کس قیامت کے یہ نامونکے جواب آتے ہین

نیند آئی ہوی آنکھوںمین اوپٹ جاتی ہے
وہ تصور مین جو میرے دم خواب آتے ہین

شرم عصیانکی ہمین بھی توجزا ملتی ہے
زہد و تقوی کے جو زاہد کو ثواب آتے ہین

چین آتا ہی جدائی مین نہ صبر آتا ہے
تیری فرقت مین عجب دل پہ عذاب آتے ہین

غیر سے کہد و یہ عثمان کہ ذرا بچکے رہے
میری آہین ہین کہ یہ تیر شہاب آتے ہین

غزل (۵۵)

مئے گلرنگ کی ہے جلوہ گری شیشے مین
بندگی ہو مرے ساقی نے پری شیشے مین

چرخ پر رنگِ شفق دیکھکے وجد آتا ہے
کیا شرابِ شفقی ہے یہ بھری شیشے مین

میکشو عیش اوٹھا لو کہ بہار آخر ہے
جلوہ مے ہی چراغِ سحری شیشے مین

زندگی کا چمن اس مے سے تر و تازہ ہی
ساقیا ہے یہ حیاتِ بشری شیشے مین

خانۂ غم ہوا میخانہ - غمِ ساقی مین
مے نہ سمجھو - یہ ہی خونِ جگری شیشے مین

دخترِ رز پردے کے اندر بھی ستم ڈہاتی ہی
کام کرجاتی ہی - جادو نظری شیشے مین

شیشہ و جام مین کیا ہی - یہ نہ پوچھو عثمان
بیخودی جام مین ہی - بیخبری شیشے مین

غزل (۵۶)

دل مین۔ جگر مین۔ درد نہین یا الم نہین
ہم پر جناب عشق کے۔ کیا کیا کرم نہین

مجھ سخت جان کو قتل کی اب کیا امید ہو
قاتل مین حوصلہ نہین خنجر مین دم نہین

یا رب یہ کیسی آگ لگائی ہے عشق نے
سوز جگر سے چین مجھے ایک دم نہین

خنجر اگر ہے ابروے خمدار کا خیال
یاد مژہ بھی قلب مین نشتر سے کم نہین

تیری جفا کا ذکر تو آنا محال ہے
غم نے مٹا دیا ہمین اسکا بھی غم نہین

کیا کیا مصیبتین شب غم مین گذر گئین
اب بھی کچھ اضطراب مرے دل کا کم نہین

غمزہ ہے قہر۔ ناز ہے آفت۔ بلا ہے چشم
کس کس کا میری جان پہ عثمان ستم نہین

غزل (۵۷)

جلوۂ حسن وہ اپنا جو دکھا دیتے ہین
صورتِ آئنہ حیران بنا دیتے ہین

حسن کے واسطے زیبا ہے ستانا دل کا
ستم و جور بھی ظالم کے مزا دیتے ہین

نگہِ شوق نے دیکھا تو۔ ہوا دل بسمل
کس سے ہوتی ہے خطا کسکو سزا دیتے ہین

ہمسے وحشی کے لئے جیب و گریبان کیا ہے
دھجیان دامنِ صحرا کی اوڑا دیتے ہین

آفرین کہکے ہر اک وار پہ مرنے والے
دمبدم حوصلہ قاتل کا بڑھا دیتے ہین

بھولکر بھی کبھی لکھا نہ مرے خط کا جواب
غیر کیا جانئے کیا اونکو پڑھا دیتے ہین

دیکھکر اونکو یہ ہوجاتی ہے حالت دل کی
شکوۂ جور و جفا دل سے بھلا دیتے ہین

بزم مین جاتے ہین ہم بھیس بدلکر ہر روز
نت نیا نام اونھین اپنا بتا دیتے ہین

نام اسکا ہے محبت۔ اسے کہتے ہین وفا
ہم جفاؤن پہ تجھے دل سے دعا دیتے ہین

ہاتھا پائی جو کسی سے ہو تو چھپتی ہے کہان
آپکے بندِ قبا صاف بتا دیتے ہین

ایک آفت ہین۔ قیامت ہین تمھارے عشاق
فتنۂ حشر کو نالون سے جگا دیتے ہین

ان حسینون کے نہ تو پیچ مین آنا عثمان
یہ دغاباز ہین۔ دل لیکے دغا دیتے ہین

غزل (۵۸)

خیالِ وصل تیجیے۔ عاشقانِ زار کرتے ہین
ترا پہلے تصوّر۔ اے فراقِ یار کرتے ہین

تمھاری عاشقون کو یہ خیالِ پردہ داری ہے
دمِ آخر بھی حالِ دل نہین اظہار کرتے ہین

ستمگر جب خیالِ وصل تنہائی مین آتا ہے
تصوّر مین تری تصویر کو ہم پیار کرتے ہین

کسی یوسف لقا کے ہم ہوے ہین جب سے سودائی
زلیخا کی طرح سودا سرِ بازار کرتے ہین

نئے قاتل بنے ہین وہ۔ نیا انداز سیکھا ہے
دکھا کر خنجرِ ابرو جگر افگار کرتے ہین

مین وہ حیرت زدہ ہون دیکھکر اوس آئنہ رو کو
مری حیرت سے حیرت سب درودیوار کرتے ہین

نہین گردش سے فرصت ایکدم بھی اہلِ دنیا کو
گذر اِس دائرے مین صورتِ پرکار کرتے ہین

دلِ مشتاق کو ہو۔ وصل کی اُمید کیا اونسے
جو تکرار ایک بوسے پر ہزارون بار کرتے ہین

ادائین اونکی آفت ہین۔ نگاہین اک قیامت ہین
نئے خنجر۔ نئے پیکان جگر کے پار کرتے ہین

غضب ہے منہ چھپانا اونکا چشمِ شوق سے عثماںؔ
نگاہون مین وہ خونِ حسرتِ دیدار کرتے ہین

غزل (٥٩)

کیونکر شریک ہو کوئی حالِ تباہ مین
فریاد مین اثر ہے نہ تاثیر آہ مین

اے دردِ دل کمی نہ ہو فریاد و آہ مین
رہجائے آرزو نہ دلِ دادخواہ مین

گردون ہُو یا رقیب ہو۔ ای دل کوئی بھی ہو
دُونون کا فیصلہ ہے ابھی ایک آہ مین

شوخی بھی ہے۔ ادا بھی ہے۔ شرم و حجاب بھی
کیا کیا بھرے ہین سحر تمھاری نگاہ مین

چھوڑیگی ساتھ۔ گردشِ تقدیر کسطرح
وہ بھی شریک ہے مری حالِ تباہ مین

کُشتہ کیا کبھی۔ کبھی ہمکو جلا دیا
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ مین

کیا خوفناک منزلِ اُلفت ہے الامان
نقشِ قدم بھی آنکھین دکھاتے ہین راہ مین

جب دل مین یاد آگئی بیچین ہو گیا
تصویر تیری پھر گئی میری نگاہ مین

ناز و ادا سے آپکا آنا تو دیکھئے۔
تعظیم کو کھڑی ہے قیامت بھی راہ مین

نکلا کب آفتابِ قیامت خبر نہین
ایسی تھی تیرگی مرے روزِ سیاہ مین

عثمان سا کون ہوگا جہان مین گناہگار
جسنے تمام عمر گذاری گناہ مین

غزل (٦٠)

جلوہ سے اوسکے کوئی بھی خالی مکان نہین
وہ کونسا مکان ہے کہ جولامکان نہین

واقف نہین مین دل سے کہان ہے کہان نہین
اتنی تو ہے خبر کہ جہان تھا وہان نہین

ممکن نہین کہ آہ کرون سوزِ عشق سے
مانندِ شمع جلتا ہون۔ لیکن دھوان نہین

رہتا ہے باغِ عشق ہمارا ہرا بھرا
یہ وہ بہار ہے جسے ہرگز خزان نہین

کیا فکر ہے خزان ہو کہ فصلِ بہار ہو
مدت سے اب چمن مین مرا آشیان نہین

خلوت سرائے دلمین یہ پردہ ہے کسلئے
اُلٹو نقاب۔ غیر کوئی اب یہان نہین

سنتے ہین بار بار نہین۔ بات بات پر
نکلی مگر زبان سے کبھی تیرے ہان نہین

جو کچھ سنا ہے یار سے کہدے پیامبر
کیون چپ لگی ہے کیا تری منہ مین زبان نہین

دل ٹوٹتا ہے لذتِ بیدادِ یار پر
یہ بات تیرے ظلم مین اے آسمان نہین

کبتک کرینگے وعدہ جانان کا انتظار
ہمکو امیدِ زندگیِ جاودان نہین

کسکو شریکِ حال بناؤن فراق مین
دل پر جو اعتماد تھا وہ بھی یہان نہین

عثمان ہر ایک تیر سے ملجاتی ہے پناہ
آہِ جگر شگاف سے تیرے امان نہین

غزل (٦١)

وہ دل ملا ہے کہ دم بھر جسے قرار نہو
خدنگِ ناز سے جبتک کہ دل فگار نہو

مئے الست کی مستی بھری ہے آنکھونمین
یہ وہ شراب ہے جسکا کوئی خمار نہو

وفورِ عشق کے صدقے بھلا دیا ایسا
یہ ہمنے خلد کو جانا کہ کوئے یار نہو

لگا ہے خوف یہ مقتل مین میرے قاتل کو
کہ خون سے دامنِ شمشیر داغدار نہو

یہ فکر ہے پسِ مردن بھی سوزِ فرقت سے
کہ شمع بھی مری تربت پہ اشکبار نہو

ہزار ضبط کرون مین یہ غیر ممکن ہے
کہ اوسکے جاتے ہی دل اپنا بیقرار نہو

رہیگی بعدِ فنا بھی یہ آرزو دل کو
خیالِ یار سے جبتک کہ ہمکنار نہو

ہمارا نخلِ تمنا بھی خاک کیا پھلتا
یہ وہ خزان ہے کہ جسکی کوئی بہار نہو

یہ خاک ہوکے بھی عثمان رہا خیال ہمین
کہ اوسکے دل مین ہمارا کوئی غبار نہو

غزل (۶۲)

کیا کہوں کسنے محبت میں پھنسایا مجھکو
دیکھے دام عشق میں۔ دل پیچ میں لایا مجھکو

بچگئے حضرتِ دل۔ شکر کرو خیر ہوی
سفرِ عشق جو درپیش نہ آیا مجھکو

سلسلہ اسکا نہ چھوٹا ہی نہ چھوٹیگا کبھی
زلف کے عشق نے دیوانہ بنایا مجھکو

تیغِ قاتل نے یہ مقتل میں شگوفہ چھوڑا
دہنِ زخم نے ہنس ہنس کے رولایا مجھکو

بیقراری سے ذرا دیر بھی ٹھیرا نہ گیا
دردِ دل نے درِ جانان سے چھوڑایا مجھکو

نشۂ عشق نے مدہوش کیا تھا۔ لیکن
خوابِ غفلت سے مرے دل نے جگایا مجھکو

نگہ شوق کا میں حال کہوں کیا عثمان
عشق کا کھیل ان آنکھوں نے دکھایا مجھکو

غزل (٦٣)

لیا آغوش مین رحمت نے جو میخوارون کو — یہ مکافات ملی تیرے گنہگارون کو

خوف آتا ہے تصور مین بھی بوسہ لیتے — کہین دھبہ نہ لگے پھول سے رخسارون کو

ان حسینون سے صلہ دیکھئے کیا ملتا ہے — جنسِ دل دیکے ہی چکے ایسے خریدارون کو

رحم کر حال پہ مرغانِ چمن کے صیاد — قید سے اپنی رہا کر تو گرفتارون کو

تنگ آئے ہین بہت عشق مین غمخواری سے — غم کا یہ کال پڑا ہے مرے غمخوارون کو

گرچہ دیتے ہین مسیحا بھی دوا۔ کیا معلوم — راس آئے کہ نہ آئے ترے بیمارون کو

رہے آباد یہ میخانہ ترا اے عثمان
ایک چلو نہین کافی ترے میخوارون کو

غزل (٦٤)

نالہ و آہ کو رسوائے جہان کرنے دو / دلِ مضطر کو بھی فریاد و فغان کرنے دو

سرد مہری سے یہان ہم تو مری جاتے ہین / چارہ گر کو تپِ ہجران کا گمان کرنے دو

آنکھہ کہتی ہی کہ چھپنے کا نہین عشق کبھی / دلِ بیتاب کو یہ رازِ نہان کرنے دو

وصل کی رات جگا دیگی کسی دن آکر / بختِ خفتہ کو ابھی خوابِ گران کرنے دو

سامنے یار کے ہو جائیگی خود ہی خاموش / شمعِ محفل کو ابھی چرب زبان کرنے دو

کوئی مشتاقِ شہادت نہ رہیگا باقی / میرے قاتل کو ذرا ہاتھ روان کرنے دو

تم زبان سے نہ کہو دردِ محبت **عثمان**
لبِ خاموش کو احوال بیان کرنے دو

غزل (٦٥)

اسرار محبت سے نہ آگاہ زبان ہو
احوال مرا۔ کاش ان آنکھون سی بیان ہو

آزاد کو کچھہ غم نہین آفات جہان سے
بیباک ہے شمشاد اگر لاکھہ خزان ہو

جسطرح ترا عشق مرے دل مین نہان ہے
جلوہ بھی ترا کاش مری دل سی عیان ہو

سب کو یہ گمان ہو کہ چلی باد بہاری
گلشن مین خرامان جو مرا سرو روان ہو

گریہ ہے کبھی۔ آہ کبھی۔ نالہ کبھی ہے
مشکل ہی مرے دلمین ترا راز نہان ہو

قاصد مرا پیغام ادا تجھہ سے ہو کیونکر
ای کاش تری منہ مین بھی میری سی زبان ہو

سنتے ہین نہ کچھہ میری۔ نہ کچھہ کہتے ہین اپنی
پوچھے تو کوئی حضرت دل سی کہ کہان ہو

کیون پیر طریقت کی طلب ہو مجھے زاہد
میخانے مین رہبر جو مرا پیر مغان ہو

سفاک ترے میان مین کبتک یہ رہیگی
گردن پہ مری۔ کاش تری تیغ روان ہو

وہ حسن۔ وہ انداز ہی معشوق کا میرے
جو دیکھہ لے ناصح تو فرشتے کا گمان ہو

کیا کام اوسے گلشن فردوس سی **عثمان**
جو بلبل گلزار سر کوئے بتان ہو

غزل (٦٦)

زخم جگر کا یار کو ہرگز یقین نہ ہو
جبتک ہماری خون سے تر آستین نہ ہو

مر کے بھی بعد نہین آرام کی امید
ڈر ہے کہ آسمان کہین زیر زمین نہ ہو

پہلو سے لیگیا ہے کوئی دل نکالکر
مجھکو گمان ہے کہ وہ شاید تمھین نہ ہو

سنبل سے کیا مثال دون اس بشیال کو
برہم تمھاری کاکل پرخم کہین نہ ہو

سنتا ہون کوئی آتا ہی نازو ادا کے ساتھ
دھڑکا لگا ہوا ہے قیامت کہین نہ ہو

شیشے مین ہی شراب مجھے یہ گمان ہے
مینائے دل مین خون تمنا کہین نہ ہو

کہدو یہ آسمان سے کہ ایسا مٹاسے مجھے
بعد فنا ۔ لحد کا نشان بھی کہین نہ ہو

کیون اپنی آنکھہ جانب در ہی لگی ہوی
قاصد کا انتظار دم واپسین نہ ہو

قسمت سے دل ملا ہی وہ روز ازل مجھے
دونون جہان مین ۔ جسکا ٹھکانہ کہین نہ ہو

پامال کر رہی ہو جسے تم دم خرام
حسرت بھرا ہوا دل عاشق کہین نہ ہو

عثمان بادہ کش کا پتہ کیا بتاؤن مین
دیکھو شراب خانے مین ۔ شاید وہین نہ ہو

غزل (۶۷)

دم پر یہان بنی ہو۔ وہان کچھہ خبر نہو
آرام کے لئے دلِ مضطر ترس گیا
اک روز کھینچ لائیگی پہلو مین آپ کو
ناصح ہمارے رونے پہ ہنسنے کی جا نہین
کیونکر شبِ فراق مین سمجھائے اوسے
دشمن بھی رو رہے ہین مری حالِ زار پر

اِسطرح زِندگی بھی کسیکی بسر نہو
یارب گھڑی گھڑی تو۔ یہ دردِ جگر نہو
کیا اپنی آہ ایسی ہے۔ جسکا اثر نہو
دلمین لگے جو آگ تو کیون چشم تر نہو
جِس نا اُمید دل کو۔ اُمیدِ سحر نہو
افسوس ہے کہ تم پہ کچھہ اِسکا اثر نہو

ظالم جو تیری یاد نہ لے دلمین چٹکیان
عثمان بیقرار کبھی اِسقدر نہو

غزل (۶۸)

عجیب لطف سے رکھا ہے اپنے مہمان کو
دل و جگر مین جگہ دی خیالِ جانان کو

غضب ہوا کہ امیدِ سحر بھی اب نہ رہی
بڑھا دیا مری آہون نے شامِ ہجران کو

بخار دل کا نکالا ہے اسطرح ہمنے
کہ آج خوب لتھاڑا ہے تیرے دربان کو

وہ اس ادا سے سوئے قتل گاہ آتے ہین
چلے نسیمِ سحر جسطرح گلستان کو

نتیجہ دیکھئے کیا ہو اس اشکباری کا
کہ روکے بیٹھے ہین ہم اپنی چشمِ گریان کو

شبِ وصال گئی کرکے مجھکو دیوانہ
سحر کے ساتھ کرون چاک مین گریبان کو

کسی بلا مین پھنسائے نہ پھر دلِ نادان
یہ پھر مجھے لئے جاتا ہے کوئے جانان کو

کیا دریغ نہ خونِ جگر کھلانے مین
نہ کیون ہو انس مری دل سے تیری پیکان کو

یہ عاشقون مین نہ کیونکر ہو فخر کے قابل
تری نظر نے کیا انتخاب عثمان کو

غزل (۶۹)

تمھارے وعدۂ فردا پہ کیا مجھکو بھروسا ہو — غنیمت اسکو جانون گر قیامت مین بھی پورا ہو

مری اُلفت کا یارب ڈھنگ دُنیا سے نرالا ہو — نیا ارمان ہو دلمین نیا دل رُوز پیدا ہو

جلایا آہِ سوزان نے مٹایا دردِ ہجران نے — تمھین دل چیر کر دیکھو اگر کوئی تمنّا ہو

نہ کر پامال اے ظالم دلِ بیتاب کو میرے — مجھے ڈر ہے کہ یہ کمبخت تیرا ہی نہ شیدا ہو

ہر اک ہے جان کا خواہان ہر اک پر دم نکلتا ہے — ستم کا - ناز کا - انداز کا - کس کس کا شکوا ہو

تپِ فرقت نے سینے مین مری اک آگ بھڑکا دی — پلا دی ایسی مے ساقی کلیجہ جس سے ٹھنڈا ہو

بہار آتے ہی پھر خون میری آنکھون سے ہوا جاری — مری زخمِ جگر کا پھر کوئی ٹانکا نہ ٹوٹا ہو

سمجھ رکھ اے دلِ نادان کہ قاتل کا وہ کوچہ ہے — جہان تلوار چلتی ہو - جہان خنجر نکلتا ہو

مے و معشوق سے ہے زندگی کا لطف اے زاہد — بغل مین حور وش ہو - ہاتھ مین اک مے کا شیشا ہو

ہماری دیدۂ مشتاق کیون دیدار کو ترسین — ہماری خانۂ دل مین اگر تو جلوہ فرما ہو

ہجومِ آرزو سے تنگ ہو کر دل یہ کہتا ہے — مٹین یہ حسرتین جلدی کہین خونِ تمنّا ہو

نگاہِ شوق میری دیکھکر - گھبرا کے کہتے ہین — خدا جانے کہ ظالم کی تمنّائے دلی کیا ہو

یہ چارہ گر تو کیا ہین - گر مسیحا بھی اُوتر آئین — مریضِ عشق بھی ہرگز کسی صورت نہ اچھا ہو

خموشی کا نہین کچھ لطف اے دل شامِ ہجران مین — فغان ہو - آہ ہو - فریاد ہو - شیون ہو - نالا ہو

نصیحت مجھکو کرتا ہے ذرا انصاف کر ناصح - — نہ کیونکر جان دون اوس پر کہ جس پر دم نکلتا ہو

قرار آئے مجھے کسطرح جب آٹھون پہر ظالم — خیالِ تیرِ مژگان دل مین کانٹا سا کھٹکتا ہو

وُہی پامال ہوتا ہے - وُہی برباد ہوتا ہے — تری جس دلمین حسرت ہو - ترا جس سر مین سودا ہو

حزہ جب ہے کہ ہو یہ رنگ اے سفّاک مقتل مین — کوئی بسمل تڑپتا ہو - کوئی محوِ تماشا ہو

ابھی گم ہو گیا دل سے مرے پیکان ستمگر کا — ارے دردِ جگر بتلا کہین گر تو نے دیکھا ہو

ابھی سے دردِ ہجران کا گلہ کرنے لگے **عثمان**
یہی آغازِ اُلفت ہے تو آگے دیکھیے کیا ہو

غزل (۷۰)

تمھیں نے اک نچانا حضرتِ دل چشمِ پُرفن کو
زمانے میں سبھی پہچانتے ہیں دوست دشمن کو

ستمگر کس قیامت کی تھیں وہ حسرت بھری نظریں
جنھوں نے کر دیا پاچلمن نقابِ روئے روشن کو

جلا دیتا ہوں میں تھوڑا بہت ہر روز آہوں سے
نظر صیاد کی کیونکر لگے میرے نشیمن کو

تصورِ چشمِ جاناں کا لحد میں بھی ستاتا ہے
مثالِ چرخ گردش رات دن رہتی ہے مدفن کو

نہ رکھ اے دستِ وحشت اس مریض دلکو بیگانہ
جگر تک اور پہنچا دے بڑھا کر چاک دامن کو

خزاں کا دور اٹھتا ہے بہارِ گل کی آمد ہے
نویدِ شادمانی اے صبا مرغانِ گلشن کو

کسی صورت نہ چھوڑا میرے دستِ شوق نے عثماں
ہجومِ یاس نے کیا کیا چھڑایا اون کے دامن کو

مُبارکباد (۱۷)

یہ جشن تجھکو خدیوِ دکن مُبارک ہو — مسرّتوں کا ہے پھولا چمن مُبارک ہو
دکھا رہے ہیں جو دلکش بہارِ غنچہ و گل — ہیں بلبلانِ چمن نغمہ زن مُبارک ہو
نسیمِ مشک فشاں چل رہی ہے چار طرف — کھلا ہے نافۂ مشکِ ختن مُبارک ہو
زمیں سے تا بفلک کہہ رہے ہیں انس و ملک — یہ عیش تجھکو خدیوِ زمن مُبارک ہو
جہاں میں اوجِ ترقّی پہ مثلِ شمس و قمر — ترا فروغ ہے جلوہ فگن مُبارک ہو
سُرور و عیش تری دوستوں کو ہو حاصل — عدوئے زشت کو رنج و محن مُبارک ہو

زبانِ حال سے **عثمان** یہ آج کہتا ہے
نظام تجھکو یہ تختِ دکن مُبارک ہو

غزل (۷۲)

دل سے اک آہ نکل جاتی ہو جب تیر کے ساتہ
تیر افگن بھی بھڑک جاتا ہے نخچیر کے ساتہ

وار کس کس کا بچائے دل بسمل میرا
کام کرتی ہو نظر بھی تری شمشیر کے ساتہ

وصل کی رات مین بیوقت اذان دیتا ہو
ذبح کرتا ہے موذّن مجھے تکبیر کے ساتہ

چارہ گر۔ چارہ گری عشق کی آسان نہین
درد الفت کی دوا ہوتی ہو تدبیر کے ساتہ

کھنچ گیا ہے نگہ شوق مین نقشہ تیرا
جی بہلتا ہے ہمارا تری تصویر کے ساتہ

زلف کی یاد سے مشکل ہے رہائی پانا
دل دیوانہ بھی وابستہ ہو زنجیر کے ساتہ

تیر مژگان کو تعلق ہو جو قاتل مجھہ سے
انس رکھتا ہو مرا دل بھی تری تیر کے ساتہ

مین ادہر ایک۔ اودہر دو ہین ستانیوالے
دل ستم ڈھاتا ہے مجھپر فلک پیر کے ساتہ

کام بگڑے ہوے بنجاتے ہین سب اے عثمان
بخت و اقبال چمک جاتا ہو تقدیر کے ساتہ

غزل (۷۳)

ترقی کر رہا ہے عشقِ یار آہستہ آہستہ
جدا ہونے لگے صبر و قرار آہستہ آہستہ

جو پہلو میں کسی دن یار آجائیگا قسمت سے
سناؤنگا میں اپنا حالِ زار آہستہ آہستہ

کیا ہو رفتہ رفتہ کام اپنا سوزِ الفت نے
جگر میرا ہوا ہے داغدار آہستہ آہستہ

سوا اسکے نہیں۔ کوئی جنون میں مشغلہ اپنا
گریبان کے اڑاتا ہوں میں تار آہستہ آہستہ

یہی صدمے رہے کچھ دن اگر دردِ محبت کے
نکل جائیگی اک دن جانِ زار آہستہ آہستہ

جگر پر چوٹ کھا کر یوں چلے ہیں کوئے قاتل سے
اٹھاتے ہیں قدم سینہ فگار آہستہ آہستہ

شبِ فرقت کی صدمو ں سے نہ گھبرا اسقدر عثمان
دلِ مضطر کو آئیگا قرار آہستہ آہستہ

غزل (۴۷)

ساقی کا ہی شباب ۔ شرابِ دو آتشہ
ہے اُبتو ہر شراب ۔ شرابِ دو آتشہ

پُھونکا دل و جگر کو جو صہبائی عشق نے
ہمنے دیا خطاب ۔ شرابِ دو آتشہ

پھر بزمِ عیش گرم ہو ۔ پھر ہو وہی بہار
پھر دل کری کباب ۔ شرابِ دو آتشہ

دل کی لگی ۔ نہ پُوچھئے اُسکے بہار مین
پی ہمنے بے حساب ۔ شرابِ دو آتشہ

لاکھون کے گھر خراب کئے تُونے حیف ہی
اے خانمان خراب ۔ شرابِ دو آتشہ

دل سُوز بھی تُوہی ہی ۔ جگر سُوز بھی تُوہی
تیرا نہین جواب ۔ شرابِ دو آتشہ

وہ شُعلہ رُو ۔ جو آج نہین بزمِ عیش مین
ہے جان کا عذاب ۔ شرابِ دو آتشہ

دل سرد ہو رہا ہی ترے بادہ خوار کا
لا ساقیا شتاب ۔ شرابِ دو آتشہ

ہلکی سی لاؤ بادہ کشو شیخ کے لئے
پیتے نہین جناب ۔ شرابِ دو آتشہ

عثمان عجب نہین کہ تری دَورِ عیش مین
ہو جائے آفتاب ۔ شرابِ دو آتشہ

غزل (۷۵)

کیا کیفیت کہوں میں شبِ انتظار کی
حالت تھی کچھ عجیب دلِ بیقرار کی

زخموں سے پھول کھلتے ہیں قاتل کی تیغ سی
سیکھی ہے اس نے چال نسیم بہار کی

دم بھر نہیں قرار دلِ بیقرار کو
کمبخت دھن بندھی ہے عجب کوئی یار کی

اب دورِ جام میں نہو تاخیر ساقیا
ہم میکشوں کو تاب نہیں ہے خمار کی

بیچین کر کے ہمکو لٹاتا ہے بار بار
سیکھی ہے چال دل نے ہماری جو یار کی

آنا بھی اوسکا صبحِ قیامت سے کم نہیں
کچھ حد نہیں رہی ہے شبِ انتظار کی

اچھا سلوک تو نے کیا اے ہوائے شوق
مٹی خراب کی ہے ہمارے غبار کی

شوخی سے اوسکی ملتی ہیں بیتابیاں مری
کیا اصل دل کے سامنے برق و شرار کی

عثمان یہ آہِ سرد کی تاثیر دیکھنا
گل ہوگئی ہے شمع ہمارے مزار کی

غزل (۷۶)

پانی ہے آبروِ مژۂ اشکبار سے
اشکونکی آب وتاب ہے ابرِ بہار سے

فتنے جو اوٹھ رہی ہین قیامت کے دمبدم
دامن بچائے جاتاہی دل کوئے یار سے

سمجھا کے تھک گئے مگر آیا نہ راہ پر
دہو بیٹھے ہاتھ ہم دلِ بے اختیار سے

اوس سنگدل سے جاکے تو کہنا یہ ای صبا
پتھرا گئی ہے آنکھہ ترے انتظار سے

بعدِ فنا بہی ہم سے کدورت ہے یار کو
نکلا نہ اوسکا میل بھی اپنے غبار سے

باقی ہے ہجر مین بھی وہی لذتِ وصال
اوترا نہین ہے نشہ ہمارا خمار سے

عثمان کی دل لگی کا مزہ ہی یہ بعدِ مرگ
مدفن کو آگ لگ گئی شمعِ مزار سے

غزل (۷۷)

ترا جو ابروے قاتل خیال رہتا ہے
ہمارا داغ بھی مثل ہلال رہتا ہے

خدا کی شان جو رہتا ہے پردہ دلمین
ہماری آنکھہ مین اوسکا جمال رہتا ہے

شباب پر بہت اے مہ جبین غرور نکر
عروج حسن کو ہو کر زوال رہتا ہے

مین اوسکی شوخی رفتار کیا کہون ناصح
خرام ناز سے دل پایمال رہتا ہے

ہر ایک شے کو جہان مین زوال لازم ہے
وہ عشق ہے جسے حاصل کمال رہتا ہے

زہے نصیب کہ الفت مین اوس گل تر کے
ہمارا نخل تمنا نہال رہتا ہے

کسیکا ہوش نہین ہمکو عشق مین عثمان
اوسیکی یاد اوسیکا خیال رہتا ہے

غزل (۷۸)

راہ پر آتا نہین ظالم کسی تدبیر سے
دل بھی وحشی ہوگیا ہی زلف کی زنجیر سے

ہر ادا جسکی ہے مثلِ تیغ ہر عشوہ سنان
دل ہمارا کیا بچے اوسکی کمان و تیر سے

مل رہیگا ایک دن تجھکو مزہ بیداد کا
خوف کر ظالم تو میرے نالۂ شبگیر سے

مشغلہ کیا خوب نکلا اس دلِ مضطر کا رات
باتین کرتے ہم رہی شب بھر تری تصویر سے

ہوگیا بسمل جسے تونے اشارہ کردیا
جنبشِ ابروترے کچھہ کم نہین شمشیر سے

سامنے اوس شعلہ رو کے حسن کا دعوی اگر
شمع سے کہدو زبان کٹ جائیگی گلگیر سے

دل جلا نا عشق مین عثمان کا کیا کچھہ کھیل ہے
یہ ہماری آہ بھی خالی نہین تاثیر سے

غزل (۷۹)

کوئی صورت نظر آتی نہین ثانی تیری — ایک فتنہ ہی قیامت ہی جوانی تیری

کُند ہوتی ہی تو چل چلکے مری گردن پر — دیکھلی ہمنے بھی اے تیغ روانی تیری

مشغلہ آٹھہ پہر اِس سے رہا کرتا ہے — صفحۂ دل پہ ہی تصویر نہانی تیری

داغ کو کیون نہ کلیجے سے لگا کر رکھون — مین سمجھتا ہون اسے یار نشانی تیری

نہین آسان ہی کھینچنا رُخِ جاناں کی شبیہ — مُنہ ہی کیا کھینچدے تصویر جو مانی تیری

مژدۂ وصل نے جامے سے کیا ہی باہر — دل نے پایا ہی یہ پیغام زبانی تیری

ختم کب ہوگا محبت کا فسانہ **عثمان**
سُن چکے ہم بھی بہت ایسی کہانی تیری

غزل (۸۰)

تیغ پر تیغ کیا لگائی ہے
واہ کیا ہاتھ کی صفائی ہے

وعدۂ وصل سن کے ای ظالم
جان مین جان آج آئی ہے

دی جگہ مجھکو یار نے دل مین
یہ مرے بخت کی رسائی ہے

ید بیضا بھی جسپہ ہو قربان
واہ کیا پنجۂ حنائی ہے

مے بھی پیتے ہین حضرت واعظ
پھر بھی دعوائے پارسائی ہے

ایسے ملنے سے باز آئے ہم
آج ہے وصل کل جدائی ہے

وہ ترا تیر ہے جسے قاتل
دل عثمان سے آشنائی ہے

غزل (۸۱)

بات مین بات کیا نکالی ہے
اوسکی جو بات ہی نرالی ہے

جام مے دیکے ساقیا تو نے
تن بیجان مین جان ڈالی ہے

ایک عالم ہی قتل کا مشتاق
جیسے تیغ ادا سنبھالی ہے

جسطرف دیکھو اوسکے کوچے مین
دل عاشق کی پائمالی ہے

بے کھنچے تیغ ہم تو مر ہی گئے
میان سے تیغ کیا نکالی ہے

کسکو سمجھا رہا ہے تو ناصح
دل بھی اک رندِ لاابالی ہے

بختِ خفتہ کا ہے اثر عثمان
اوسکے دل کو جو بیخیالی ہے

غزل (٨٢)

سرخرو کاش تجھے ہم دلِ نادان کرتے
کسی ابروئے کمان دار پہ قربان کرتے

کھولدی اشکون نے یہ ساری حقیقت دلکی
کسطرح عشق کے ہم راز کو پنہان کرتے

فصلِ گل پر نہین موقوف یہان جامہ دری
جب تجھے دیکھتے ہم چاک گریبان کرتے

ناوکِ ناز نے قطرہ بھی نہ چھوڑا دلمین
یہان دھرا کیا ہے جو ہم خاطرِ مہمان کرتے

صبح کو آئے ہین کیا آپ عیادت کیلئے
شبِ فرقت مین جو آتے تو یہ احسان کرتے

خیر گذری کہ نہ تڑپے تہِ خنجر ورنہ
حضرتِ دل مجھے قاتل سے پشیمان کرتے

یہ وہ کافر ہے خدا اس سے بچائے عثمان
کاش ہم بھی دلِ بے دین کو مسلمان کرتے

غزل (۸۳)

یہ بہلتا نہیں کمبخت کسی عنوان سے
تنگ ہی جان ہماری دلِ نافرمان سے

میری فریاد ہی دلکش کہ ترانہ تیرا
چلکے پوچھیں تو ذرا بلبلِ خوش الحان سے

تھک گئے دیدۂ ترعشق میں روتے روتے
مزرعِ دل نہ ہوا سبز کسی باران سے

یہ تری تیغ تبسم کا اثر ہے قاتل
زخم ہنستے ہیں ہمارے بھی گلِ خندان سے

ہمنے بوسہ جو لیا اسپہ بگڑنا کیسا
درگذر کیجیے ہوتی ہی خطا انسان سے

دمبدم فتنے قیامت کے بپا کرتا ہے
دل نے سیکھا ہی یہ جادو نگہِ جانان سے

نیند بھر کر کبھی سونے نہ دیا ظالم نے
دل کو لینی ہی مکافات شبِ ہجران سے

رات دن رنگ بدلتا ہی زمانہ کیا کیا
دل کو بھی چین نہیں ہی ستمِ دوران سے

دونوں ہاتھونکو جنونمیں نہیں فرصت عثمان
اک گریبان سے ہی اولجھا ہوا اک دامان سے

غزل (۸۴)

نگہِ ناز سے جادو کا ہے چرچا باقی
لبِ جانان سے ہے اعجازِ مسیحا باقی

کیا کہون کیا ہے مرے دلمین تمنّا باقی
ابھی سر مین ہے ترے عشق کا سودا باقی

آج ہو جائے جو ہونا ہے مری قسمت مین
کاش رہجائے نہ دلمین غمِ فردا باقی

قابلِ سیر ہے بسمل کا تڑپنا قاتل
دیکھنے کے لئے تیرے ہے تماشا باقی

آبِ خنجر سے لگی دل کی بجھائی نہ گئی
دل کا ہمپر ہے ابھی تک یہ تقاضا باقی

ہوش اڑجائین تو اڑجائین بلا سے ساقی
ہم نہ اوٹھّین گے ہے جبتک مے و مینا باقی

خون سب چوس لیا تیرِ نگہ نے عثمان
ایک قطرہ بھی مرے دلمین نہ چھوڑا باقی

غزل (۸۵)

یادِ جانان جو کئے جاتی ہی بیتاب مجھے
دن کو آرام نہین۔ شب کو نہین خواب مجھے

آتشِ عشق سے دم بھر نہین آتا ہی قرار
بیقراری نے بنا رکھا ہے سیماب مجھے

حسرتِ یار نہین دل سے نکلنے والی
فائدہ کیا ہی جو سمجھاتے ہین احباب مجھے

چاہتا ہون کہ رہون گوشۂ عزلت مین۔ مگر
چھوڑتا ہی نہین یہ عالمِ اسباب مجھے

دل مرا لیکے بڑے ناز سے وہ کہتے ہین
ہاتھ آیا ہے عجب گوہرِ نایاب مجھے

آہ و فریاد جو کرتا ہون خطا کیا میری
بات یہ ہی کہ جدائی کی نہین تاب مجھے

میرے عصیان کا یہ کفارہ ہی گویا عثمان
نیکنامی کی۔ تو کیا شرم نے آب آب مجھے

غزل (٨٦)

اے شوخ الاماں تری چشمِ سیاہ سے
کیا کوئی بچ سکے تری برقِ نگاہ سے

جور و جفا کی مجھپہ کوئی حد نہین رہی
بیدرد۔ کرحذر تو مرے تیرِ آہ سے

آنکھین لڑاکے یار سے دم پر نہ کیون بنے
تارِ نفس اولجھتا ہے تارِ نگاہ سے

جو کچھہ گذر رہی ہے وہ کیونکر سمجھہ سکین
واقف نہین ہین آپ جو حالِ تباہ سے

قسمت کی تیرگی پہ نہ کیون دل کو ناز ہو
ظلمت کو چاند لگ گئے بختِ سیاہ سے

ابتو کسی عروج کی حسرت نہین رہی
جی بھر گیا ہی اپنا جو اقبال و جاہ سے

خورشید ہو کہ ماہ ہو۔ کوئی ہوائے فلک
دعوائے حسن کیا کرے اوس رشکِ ماہ سے

چشمِ کرم کبھی۔ کبھی چشمِ عتاب ہے
باز آئے ہم تو یار۔ تری ایسی چاہ سے

شامِ فراق۔ تیری درازی مین کیا کہون
کچھہ کم نہین ہے طول مین زلفِ سیاہ سے

بخشش کے واسطے یہی کافی ہے ای غفور
عثمان منفعل ہے جو اپنے گناہ سے

غزل (۸۷)

رہینگے دام مین صیّاد جبتک آب و دانہ ہے
بہارِ گُل مین یہ مُرغِ چمن کا آشیانہ ہے

ادا مین ۔ ناز مین ۔ انداز مین ۔ سب سے یگانہ ہے
ترے تیرِ نگاہِ ناز کا ہر دل نشانہ ہے

ملاتے ہین وہ جس سے آنکھ قابو مین نہین رہتا
نگاہِ ناز دل کے واسطے اک تازیانہ ہے

شبِ وعدہ اوسے آنا نہین منظور اے قاصد
سمجھتا ہو نہین اسکو دردِ سر کا اک بہانہ ہے

کسی معشوق سے رنگِ تلوّن اسنے سیکھا ہے
نئے انداز سے پہلو بدلتا یہ زمانہ ہے

تڑپنا ۔ لوٹنا ۔ دل کا عجب کچھہ لطف دیتا ہے
محبت مین ہمارا رنگ بھی کیا عاشقانہ ہے

ذرا سُن لے تو خود صیّاد اسیرِ دام ہو جائے
فراقِ گُل مین کیا پُر دردِ بُلبل کا ترانہ ہے

تصوّر یار کا رہتا ہے دلمین حاضر و غائب
محبت اوس ستمگر سے ہمین جو غائبانہ ہے

نگاہِ ناز کیا کیا رنگ دکھلاتی ہے عاشق کو
تری آنکھوں کی گردش ہے کہ نیرنگِ زمانہ ہے

بیانِ سوزِ دل سے نغمۂ بُلبل کو کیا نسبت
ذرا سُنئے تو کیا دلکش یہ **عثمان** کا فسانہ ہے

غزل (٨٨)

مین نے بھی دلمین جگہ یار کے پائی ہوتی — یہ مرے بخت کی اے کاش رسائی ہوتی

یہ تو سائے کیطرح ساتھ لگا رہتا ہے — دلِ کمبخت سے کسطرح جدائی ہوتی

اپنے طالع کی طرح جاگتے ہم بھی شب بھر — وصلِ جانان مین ذرا نیند نہ آئی ہوتی

لذّتِ غم ہے کچھہ ایسی کہ تمنّا ہے مجھے — کاش دلمین غمِ عالم کی سمائی ہوتی

ہمنے مانا کہ نہین حسن مین ثانی تیرا — دلِ بیتاب کو صورت تو دکھائی ہوتی

یون نہ رک رک کے دمِ ذبح گلے پر چلتی — تیغِ سفّاک کو دل سے جو صفائی ہوتی

ہارتے ہم نہ کبھی عشق مین ہمت عثمان
غمِ ہجران مین قیامت بھی جو آئی ہوتی

غزل (۸۹)

طریق عشق مین مٹنے سے نام ہوتا ہے
دیار عشق مین دل کا مقام ہوتا ہے

شراب مجھکو ہو دینا تو جلد دے ساقی
ہماری عمر کا لبریز جام ہوتا ہے

نہین ہے اور کوئی مشغلہ بجز اسکے
کہ تیرا ذکر یہان صبح و شام ہوتا ہے

ہے قتل کے لئے کافی بس اک ادا تیری
ہمارا ایک اشارے سے کام ہوتا ہے

بلا کی ہین تری آنکھین کہ دیکھکر صیاد
ہمارا طائر دل نذر دام ہوتا ہے

لگی ہے آگ جو دلمین تو شمع کہتی ہے
کہ رات بھر مین یہ قصہ تمام ہوتا ہے

تری یہ پند و نصیحت کہان۔کہان عثمان
یہ ناصحا تجھے سودائے خام ہوتا ہے

غزل (۹۰)

سُرور افزائی خاطر ہی بہارِ زندگانی ہے
عجب خوش رنگ ای ساقی شرابِ ارغوانی ہے

تواضع کے لئے خونِ جگر کافی نہین ہوتا
مری دلمین ہجومِ یاس کی جو میہمانی ہے

دلِ بیمار کو تیری دَوا سے فائدہ کیا ہو
کسی کے عشق مین ای چارہ گر یہ ناتوانی ہے

مرے دل کو نہ کیونکر اُنس ہو داغِ محبت سے
محبت کا یہ تحفہ ہی - یہ اُلفت کی نشانی ہے

بیانِ شوقِ وصلِ یار مجھہ سے ہو نہین سکتا
ذرا کہدینا ای قاصد یہ پیغام زبانی ہے

نگاہین قہر ڈھاتی ہین - ادائین دل لبھاتی ہین
قیامت جسکو کہتے ہین تری اوٹھتی جوانی ہے

جوابِ چشم جانان کیون نہو تیری زبان عثمان
اُودھر جادو نگاہی ہی - اِدھر جادو بیانی ہے

غزل (۹۱)

غمِ فراق کو دیرینہ آشنا سمجھے
ہم ابتدائے محبت کو انتہا سمجھے

کبھی نہ میری وفاؤن کو تم وفا سمجھے
جو عرضِ حال کیا اوسکو بھی گلا سمجھے

کچھ ایسے دردِ محبت سے ہوگئے بیتاب
کہ تیرے عشق مین ہم زہر کو دوا سمجھے

ہزار بار کہا ۔ لاکھ بار سمجھایا
کبھی نہ آپ مرے دل کا مُدعا سمجھے

ہمیشہ ظلم اوٹھاتے رہے مزے لیکر
کبھی نہ تیری جفاؤن کو ہم جفا سمجھے

اُمیدِ رحم کی ہو خاک ایسے قاتل سے
ہمارے خونِ تمنا کو جو حنا سمجھے

کبھی نہ چین سے رہنے دیا ہمین عثمان
ہمارے اس دلِ بیتاب سے خدا سمجھے

غزل (۹۲)

فنا کے رنگ مین شکلِ بقا نکلتی ہے ۔۔۔ ہمارے دل مین بھی شانِ خدا نکلتی ہے

یہ عشقِ گل کی ہے تاثیر بلبلِ نالان ۔۔۔ ترانہ بنکے جو دل سے صدا نکلتی ہے

تمھارے ناز۔ تمھاری ادا کا کیا کہنا ۔۔۔ کہ ہر ادا سے نئی اک ادا نکلتی ہے

کیا ہے تونے جو سیراب آبِ خنجر سے ۔۔۔ دہانِ زخم سے قاتل دعا نکلتی ہے

زمانہ کیون نہ کہے یار کو ستم ایجاد ۔۔۔ کہ روز اک نئی طرزِ جفا نکلتی ہے

جگر کو تھام لے۔ کہدو یہ اوس ستمگر سے ۔۔۔ ہمارے سینے سے آہِ رسا نکلتی ہے

ستم بھی لطف سے خالی نہین ترا عثمان
تری جفا سے بھی بوئے وفا نکلتی ہے

غزل (۹۳)

اے چشمِ یار اتنا بتا دے ذرا مجھے
یہ تو نے اِک نگاہ مین کیا کر دیا مجھے

دینے لگا یہ دردِ محبت مزا مجھے
اوس چارہ گر نے ایسی پلائی دوا مجھے

تنگ آگیا ہجومِ تمنّا سے جی مرا
ملجائے کاش اِک دلِ بے مدّعا مجھے

تجھکو دیا تھا دل۔ مگر اِسکی خبر نہ تھی
بے موت مار رکھیگی تیری ادا مجھے

گلزارِ آرزو مین مرے۔ آگئی بہار
مژدہ سنائے کاش یہ بادِ صبا مجھے

آلبے تو۔ نہ جان نکلتی ہے ہجر مین
تیری طرح سے بھولگئی ہے قضا مجھے

جو دیجئے سزا مجھے عثمان قبول ہے
پہلے بتا تو دیجئے میری خطا مجھے

غزل (۹۴)

جبسے ہم پیچ مین اس عشقِ بتان کے آئے
شکوے لب تک نہ کبھی سوزِ نہان کے آئے

نالہ کش لاکھہ چمن مین ہوئی مرغانِ چمن
ڈھنگ کسکو مری فریاد و فغان کے آئے

داغِ دل کا نہ مرے پھول کوئی مرجھایا
جھونکے آنیکو بہت بادِ خزان کے آئے

قصۂ عشق کو سن سنکے پھڑک جاتا ہے
تیرے دل کو بھی مزے میری زبان کے آئے

کبھی سیدھی نہ ہوئی یار کی چتون مجھہ سے
ہائے یہ بل مری قسمت مین کہان کے آئے

لیجئے حضرتِ واعظ جو برا کہتے تھے
وہ بھی حلقے مین مرے پیرِ مغان کے آئے

ہم نہ کہتے تھے کہ عثمان بھی پھنسینگے اک روز
آپ بھی پھیر مین اوس دشمنِ جان کے آئے

غزل (۹۵)

کس سے پوچھوں دل کی۔ اوس کوچے میں کیا حالت ہوی
مدتیں گذریں نہیں معلوم کیا صورت ہوی

خانۂ دل میں مکیں ہے۔ کون اب انکے سوا
آرزو تیری ہوی۔ ارمان ہوا حسرت ہوی

سیکڑوں عشاق ہیں کس کی وہ خاطر کریں
قدر شے باقی نہیں رہتی جہاں کثرت ہوی

میکدے میں چلتے چلتے دور ساغر رہگیا
یا الٰہی آج کیسی گردش قسمت ہوی

حوصلہ دیدار کا اب بھی ہے یا جاتا رہا
کوئی پوچھے حضرت موسیٰ سے کیا حالت ہوی

مشغلہ یہ شعرگوئی کا کہاں۔ اور ہم کہاں
کہدیتے کچھ شعر ہمنے جب کبھی فرصت ہوی

فضل باری پر بھروسہ تھا جو اے عثمان ہمیں
آخرش اوسکی۔ ہماری حال پر رحمت ہوی

غزل (۹۶)

شکوۂ جور تجھے دیکھکے ہم بھول گئے
آنکھہ ملتی ہی ستمگر یہ ستم بھول گئے

پھر وہی طرز جفا ہے وہی پیمان شکنی
چار ہی روز مین سب قول و قسم بھول گئے

سامنے اونکے بیان درد جگر کیا کرتے
دل پہ قابو نہ رہا رنج و الم بھول گئے

اور ہی حال ہوا اُسکے پیام جانان
وصل کے شوق مین ہم ہجر کا غم بھول گئے

میری قاتل نے عجب آج مسیحائی کی
مرنے والے بھی رہ ملک عدم بھول گئے

وعدۂ وصل گذرنے پہ وہ فرماتے ہین
ہمکو معلوم نہ تھا تیری قسم بھول گئے

دل مین رہتی تھی سدا یاد ہماری عثمان
آپ اپنی نگہ لطف و کرم بھول گئے

غزل (۹۷)

خو یار کی ہماری وفا سے بگڑ گئی
عادت ہماری جور و جفا سے بگڑ گئی

اچھی بھلی ہماری طبیعت تھی چارہ گر
بیٹھے بٹھائے تیری دوا سے بگڑ گئی

چھوڑا اپنا شگوفہ یہ بلبل کی آہ نے
پھولوں کی آج باد صبا سے بگڑ گئی

بسمل کی جان لینے کا ایسا تھا اشتیاق
قاتل تری ادا بھی قضا سے بگڑ گئی

ہمسے سوال وصل پہ وہ کیا بگڑ گئے
تاثیر بھی ہماری دعا سے بگڑ گئی

حالت بگڑ گئی جو دل بیقرار کی
کہتے ہیں وہ کہ میری بلا سے بگڑ گئی

عثمان اثر ہوا یہ مرے دود آہ کا
دم بھر میں زلف یار ہوا سے بگڑ گئی

غزل (۹۸)

جبتک نہ شمع میری سی پیدا زبان کرے — ممکن نہین کہ سوزِ محبت بیان کرے
اللہ سے دعا ہے مری روز و شب یہی — مجھپر تجھے زراہِ کرم مہربان کرے
آتا نہین مزہ مجھے فریاد و آہ کا — جبتک نہ دل کیساتھ جگر بھی فغان کرے
آرام مین ہے یار شبِ وصل خوف ہی — ایسا نہو کہ بخت بھی خواب گران کرے
دشوار ہے کہ راز نہ افشا ہو عشق کا — آنکھون سے ہو عیان جو مرا دل نہان کرے
بوسے پہ دل لیا تو لیا۔ غم نہین مگر — ڈر ہے کہ رفتہ رفتہ نہ قیمت گران کرے

جب دل دیا تو جان کا عثمان خیال کیا
جسوقت چاہی عشق مین وہ۔ امتحان کرے

غزل (۹۹)

ظالم ترے ستم کی کوئی انتہا بھی ہے
ناحق ہماری دل کو ملاتا ہے خاک مین

اے بُت یہ جان لے۔ کہ ہمارا خدا بھی ہے
کچھہ درد۔ کچھہ قلق تجھے ظالم ذرا بھی ہے

اک میری جان کے لئے کیا کیا عذاب ہین
شکوہ نہ کیون کرون۔ تمھین انصاف سی کہو

جورِ فلک ہی۔ سنگدلونکی جفا بھی ہے
مجھسا ستم رسیدہ کوئی دوسرا بھی ہے

ملتے کہین مسیح تو اون سے یہ پوچھتا
ہمدرد کیون بتاؤن نہ دردِ فراق کو

مجھ مبتلائے عشق کی۔ کوئی دوا بھی ہے
فرقت مین۔ کوئی حال مرا پوچھتا بھی ہے

عثمان یہ کہہ رہا ہی بڑی فخر و ناز سے
یہ دل وہی ہی جسمین کبھی تو رہا بھی ہے

غزل (۱۰۰)

کیا کہون یار نے پائی ہے طبیعت کیسی
جانتا ہی نہین ہوتی ہے محبت کیسی

شوقِ دیدار کا چسکا ہی لگا رہتا ہے
یا الٰہی مرے دلمین ہے یہ حسرت کیسی

دنِ جدائی کا جو گذرا شبِ فرقت آئی
جھیلتا ہون مین مصیبت پہ مصیبت کیسی

خاک مین۔ میری تمنّا کو ملا کر چھوڑا
اے فلک تو نے نکالی یہ کدورت کیسی

درد جبتک نہ ہوا ای دل تجھے آرام نہین
پڑ گئی تجھکو بھی کمبخت یہ عادت کیسی

ایک ہنگامہ سرِ راہ گذر برپا ہے
دو قدم چلکے اوٹھائی ہے قیامت کیسی

چین آتا ہی نہین دل کو ہمارے عثمان
ہوگئی۔ہائے ہمین۔تجھ سے محبّت کیسی

غزل (١٠١)

اور کچھہ روز کرین نالۂ و فریاد ابھی — ہم نہ چھوڑینگے تجھے خانۂ صیّاد ابھی

نیم جان چھوڑکے۔ منہ موڑکے۔ جاتا ہی کہان — کام کرنا ہی تجھے خنجر جلّاد ابھی

رنج و غم کھاتے ہوی ایک زمانہ گذرا — تجھکو سیری نہ ہوی ای دل ناشاد ابھی

اوسکی تصویر مین کھنچ جائی ادا ابھی اوسکی — کام مشکل ہی ترے سامنے بہزاد ابھی

اور کچھہ دیر خلش کا یہ مزہ رہنے دی — رگ پھڑکتی ہی مری نشتر فصّاد ابھی

آگئی فصل بہاری بھی چمن مین لیکن — نہین نکلی ہوس نالۂ و فریاد ابھی

ہوگئی بیخبری سارے جہان سے مجھکو — نہین جاتی ہی مری دل سی تری یاد ابھی

کوہ کو تیشۂ فرہاد نے کاٹا بھی تو کیا — کہدو اوس سے کہ ہی باقی سر فرہاد ابھی

باز آتا ہی نہین عشق بتان سی عثمان
دل کمبخت کو ہونا ہے جو برباد ابھی

غزل (۱۰۲)

بہار بھی ہی۔ چمن بھی ہی۔ دورِ ساغر بھی
ہمین نے دیکے تجھے دل۔ بنایا دِلبر بھی

خوشا نصیب۔ جو پہلو مین ہو وہ دِلبر بھی
ہمین نے سہکے سِتم۔ کر دیا ستمگر بھی

یہ پوچھنا مِرے دردِ جگر کا ہے بیکار
ہمین ٹپکتے ہین پیہم۔ یہ خون کے قطرے

مین عرض کیا کرون۔ جب آپکو ہو باور بھی
ہماری حال پہ۔ روتا ہی تیرا خنجر بھی

تڑپ مین برقِ تپان ہے۔ اگر دلِ مضطر
ہمین ہی ابر سے کم اپنا دیدۂ تر بھی

نگاہِ مست ہی کافی تھی بیخودی کے لئے
سِتم تو یہ۔ کہ پلایا ہی مے کا ساغر بھی

پڑی ہے لاگ یہ دونون مین بیقراری سے
تڑپ رہا ہی کلیجا بھی قلبِ مضطر بھی

وہ مِل گئے ہین تجھے اتّفاق سی اے دل
کِسیکا خوف نہ کر۔ عرضِ مدّعا کر بھی

فلک ہزار مخالِف ہو۔ خوف کیا عثمان
کفیل جب ہی خدا بھی ترا پیمبر بھی

غزل (۱۰۳)

پلا ساقی یہ وقتِ میکشی ہے — بہار آئی ہے۔ لطفِ زندگی ہے

عدو کٹ کٹ گئے ہین جب چلی ہے — زبان میری بھی کیا چلتی چھری ہے

شگوفہ کوئی گلشن مین کھلیگا — صبا کچھہ گوشِ گل مین کہہ رہی ہے

نہ آئی سامنے زاہد کے ہرگز — یہ دختِ رز نہایت متقی ہے

نگاہِ یاسِ بسمل کا برا ہو — جگر پر چوٹ قاتل کے۔ لگی ہے

بھلائی گر نہین عشقِ بتان مین — تو اے ناصح برائی کونسی ہے

شبِ فرقت مرے دل کی تمنا — ہجومِ یاس مین پس پس گئی ہے

نصیبونکی کہان جاتی ہے گردش — فلک پر آہ چکر مین پڑی ہے

نگاہِ شوخ کیا چالاک نکلی — دل آنکھونمین اوڑا کر لیگئی ہے

بلاتا ہون۔ نہین آتی شبِ غم — قضا بھی ہجر مین کیا مر گئی ہے

لگاؤن کیون نہ مین سینے سے دلکو — کہ تصویر اسمین جاناکی کھنچی ہے

محبت کا نتیجہ ہے یہ عثمان
فراقِ یار مین جان پر بنی ہے

غزل (۱۰۴)

جب نظر صورتِ جانان سی لڑی رہتی ہے
کیا مُبارک مِری حق مین وہ گھڑی رہتی ہے

کامیابی اِسے کب دیکھئے حاصل ہوگی
اِلتجا باب اِجابت پہ کھڑی رہتی ہے

دلمین یون اون کے تصوّر نے جمایا نقشہ
جیسے آئینے مین تصویر جڑی رہتی ہے

کِس پہ مایل ہُوا دل۔ آئی طبیعت کِس پہ
کیون نظر آپکی اورون سی لڑی رہتی ہے

ذبح کرتا ہی نہ صیاد۔ نہ کرتا ہے رہا
جانِ بُلبل کی مُصیبت مین پڑی رہتی ہے

رات کٹتی ہی نہ کٹتا ہی یہ دِن فُرقت کا
ہر گھڑی مجھپہ قیامت کی گھڑی رہتی ہے

کِس غضب کی تِری مژگان ہی خدا اِس سی بچائے
نُوک اِسکی مِری سینے مین گڑی رہتی ہے

کیون نہ ممنونِ تصوّر ہون مِری دیدۂ و دل
سامنے یار کی تصویر کھڑی رہتی ہے

بعد مرنے کے ہوی دلکی تمنّا پوری
خاک میری تِری کوچے مین پڑی رہتی ہے

اِسی پھندی مین مِرا مُرغِ نظر پھنستا ہے
عارضِ یار پہ کاکُل جو پڑی رہتی ہے

پس توبہ بھی یہ ہی حال مِرا ای عثمان
ساغرِ مے سے مِری آنکھہ لڑی رہتی ہے

غزل (۱۰۵)

انداز کو نسا نہین اوس دلربا مین ہے
شوخی نگاہ مین ہی شرارت ادا مین ہے

کاکل مین دل پھنسا ہی جگر زلفِ یار مین
وہ اپنے پیچ مین ہی یہ اپنی بلا مین ہے

کیونکر نہ رنگ لائی یہ قاتل کے ہاتھ مین
خونِ شہیدِ ناز بھی شاملِ حنا مین ہے

پھندی سے زلفِ یار کے دل چھوٹتا نہین
جانِ حزین ۔ اسیر مری کس بلا مین ہے

مین کیون کہون کہ آپ ستم مین کمی کرین
راحت جگر کو کثرتِ جور وجفا مین ہے

تلوار مین ۔ چھری مین ۔ نہ خنجر مین ہی کہین
جو کاٹ چھانٹ آپکی تیغِ ادا مین ہے

کوچے مین اوسکے جاکے پھر آئی نہ آجتک
کھلتا نہین مزاجِ صبا ۔ کس ہوا مین ہے

کسطرح ہون مجھے مرضِ عشق سے نجات
اُولٹا اثر طبیب کی ہر اک دوا مین ہے

عثمان یہی صفت ہی جو حصّہ ہے آپ کا
رنگِ وفا بھی آپکی طرزِ جفا مین ہے

غزل (۱۰۶)

ممکن ہی نہین وہ کسی تلوار سے ہوجائے
جو کام تری ابروی خمدار سے ہوجائے

رخصت ابھی غم میری دلِ زار سے ہوجائے
صورت جو کوئی وصل کی دلدار سے ہوجائے

اظہار تمنّا سے نہ ہم باز رہین گے
شاید کہ کبھی ہان بھی لبِ یار سے ہوجائے

پھر ہی سر و گردن مین مری دیر سے جھگڑا
پھر فیصلہ قاتل تری تلوار سے ہوجائے

ہے وصل کا یا رب بتِ عیّار سے وعدہ
باہر نہ کہین آج وہ اقرار سے ہوجائے

دل کو مرے اک عمر سے ہی حسرتِ پابوس
پامال کہین آپکی رفتار سے ہوجائے

دعوے ہی بہت حسن کا۔ گر دیکھ لے اوسکو
آئینہ خجل چہرۂ دلدار سے ہوجائے

کہتا ہی یہ دل۔ موت کہین آئی شبِ غم
آرام مجھے ہجر کے آزار سے ہوجائے

آجائی جو آنکھون کو نظر صورتِ جانان
دل شاد ابھی سینے مین دیدار سے ہوجائے

وہ شاہدِ مقصود ہم آغوش ہو عثمان
یہ کام مرے طالعِ بیدار سے ہوجائے

غزل (۱۰۷)

تیرِ نگاہِ شوق سے روزن بنائینگے
ہم بھی تری نقاب کو چلمن بنائینگے

چلتے ہین بے طرح مری جوشِ جنون مین ہاتھ
دامن کو جیب ۔ جیب کو دامن بنائینگے

ارمان کے نکلنے کی ۔ نکلیگی دل سے راہ
تیرِ نظر سے آپ جو روزن بنائینگے

سینے مین حسرتون کا اگر خون ہو گیا
ان بیکسون کا دل ہی مین مدفن بنائینگے

ہے قتل کا وہ شوق کہ ہم ملکے خاک مین
سو بار ذبح ہونیکو گردن بنائینگے

ہر تخمِ آرزو کی ترقی ہے اپنے ہاتھ
ہم ایک ایک دانے کو خرمن بنائینگے

نکلے جو لختِ دل بھی مری آنسوؤن کیساتھ
گلزار اک نیا سرِ دامن بنائینگے

بخیہ کرینگے زخمِ جگر کو وہ دیکھکر
تیرِ نگاہِ ناز کو سوزن بنائینگے

انداز ہے یہی تو ہوا پر اوڑینگے وہ
شوخی و ناز و غمزے کو توسن بنائینگے

ملنے نہ دینگے خاک مین ان آنسوؤنکو ہم
تیری شبیہ کے لئے روغن بنائینگے

میرے سوا کوئی بھی نہ ہوگا وفا شعار
باتین ہزار آپ سے دشمن بنائینگے

عثمان کا حالِ زار بیان کرکے ہمنشین
اوس بدگمان کو اور بھی بدظن بنائینگے

غزل (۱۰۸)

دِن جُدائی کے گئے وصل کی ساعت آئی
لو مُبارک ہو کہ شامِ شبِ عِشرت آئی

یہی دیکھا کئے جس دِن سے طبیعت آئی
ایک ارمان مِٹا دوسری حسرت آئی

اِمتحان سیکڑون مرمر کے دِئے ہین ہمنے
پھر بھی ظالم ترے دل مین نہ محبّت آئی

خُوگرِ رنج واَلم دل نے بنا رکھّا ہے
لاکھ صدمے ہُوے لب پر نہ شکایت آئی

یہ تماشا تھا نیا جلوہ گہِ جانان مین
آئنہ بنکے مرے سامنے حیرت آئی

اوسکے کُوچے سے جو کی خاک ہماری برباد
اے صَبا کیا ترے دلمین یہ کدُورت آئی

پہلے اپنے بُتِ پندار کو توڑا ہوتا
تجھکو زاہد نہ کبھی طرزِ عبادت آئی

اِنکے کہنے مین نہ آتے نہ بلا مین پھنستے
دیدہ و دل کی بدولت یہ مُصیبت آئی

دل کے آنیکا سبب ہمسے نہ پُوچھ ای ناصح
ہان بتا دینگے جو قابُو مین طبیعت آئی

نگہِ یار کی تقلید بہت کی۔ لیکن
برقِ بیتاب کو شوخی نہ شرارت آئی

اور باتین کرو اِس ذکر کو چھوڑو صاحب
کیا کہین عشق مین کیا ہم پہ مُصیبت آئی

تیرہ بختی نے دیا ساتھ یہانتک میرا
بجھگئی شمع بھی جسدم سرِ تُربت آئی

سخت جانی کا بُرا ہو نہ کٹی جب گردن
ہائے کیسی مرے قاتل کو ندامت آئی

سُن لیا کوہکن و قیس کا قصّہ اے دل
خیر گذُری کہ کسی پر نہ طبیعت آئی

پھر شبِ وصل ہُوی ختم۔ خدا خیر کرے
آج پھر کل کی طرح صُبحِ قیامت آئی

میری اُلفت کا یقین یار کو اوسوقت ہُوا
داغ دل سے مرے جب بُوئے محبت آئی

اپنے جامے مین سمایا نہ خوشی سے عثمان
ہاتھ جسوقت مرے وصل کی دَولت آئی

غزل (۱۰۹)

گرم آنسو ہین مرے دل کے جلانے والے
اور بھی آگ لگاتے ہین بجھانے والے

سر نہین عشق مین اغیار کٹانے والے
سب زبانی ہین محبت کے جتانے والے

خانۂ دل مین نہ ہوتی اگر اتنی وسعت
اک غم و رنج تھے دنیا مین سمانے والے

میری جانب سے رقیبون نے اوسے بھڑکایا
کر گئے کیسا غضب آگ لگانے والے

عشق کا لطف جوانی مین اوٹھا لے زاہد
سوچ دل مین کہ یہ دن پھر نہین آنے والے

کیا ترے دل مین قیامت کا بھی کچھہ خوف نہین
فتنہ ہر گام پہ شوخی سے اوٹھانے والے

رات تھوڑی سی ہی - ارمان ہین دلمین لاکھون
اب حیا رہنے دے اومنہ کے چھپانے والے

نقش پا بنکے جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے
ہم نہین کوچۂ دلدار سے جانے والے

سوزِ الفت نے اونہین بھی نہ سلامت رکھا
اشک غم تھے جو لگی دل کی بجھانے والے

یہ اونھین کو ہو مبارک جو ہین خوگر اسکے
ہم نہین غمزۂ بیجا کے اوٹھانے والے

چوک جائے جو نشانہ تو مری قسمت سے
ہان مگر تاک لے او تیر لگانے والے

مین تو کیا وصل مین پہلو کو خبر بھی نہوئی
دل چرا لیگئے نظرون کے چرانے والے

حسرت و رنج و الم یاس و غم و درد نہان
خانۂ دل کو مرے ہین یہی ڈھانے والے

کیا مزہ درد مین ہی پوچھہ یہ ناصح اون سے
لذت عشق کے جو ہین اوٹھانے والے

صرف قاتل ہی کا ارمان نہ ہوگا پورا
حوصلے میرے بھی ہین آج بر آنے والے

کچھہ تجھی پر نہین موقوف شرارت ظالم
شعلہ رو ہوتے ہین سب آگ لگانے والے

لاکھہ وہ پیار کی باتین کرے ہمسے اے دل
ہم تو دم باز کے دم مین نہین آنے والے

تشنۂ شوق شہادت ہون خبر لے جلدی
آب پیکان سے مری پیاس بجھانے والے

شمع تربت کہ سر شام بجھاتی ہے صبا
المدد اے دل عاشق کے جلانے والے

حسن کے پیچ سے ہشیار ذرا اے عثمان
ناز و انداز ہین سب دل کے لبھانے والے

غزل (۱۱۰)

شب وعدہ سحر نہ ہوجاے
رات یون ہی بسر نہ ہوجائے

خوگر رنج و درد ہون یارب
شب غم مختصر نہ ہوجائے

بے حجاب اون کو آج دیکھونگا
بیخودی پردہ در نہ ہوجائے

دل مین اسطرح اونکا تیر رہے
کہ جگر کو خبر نہ ہوجائے

تیرا دامن بھی میرے ہاتھون سے
چاک اے بخیہ گر نہ ہوجائے

دونون عاشق ہین ایک پیکان پر
دل کا دشمن جگر نہ ہوجائے

دل اشارون سے مانگتے ہین وہ
کہ کسیکو خبر نہ ہوجائے

آہ رکتی ہے آج سینے مین۔
کہین درد جگر نہ ہوجائے

اعتبار وفا نہین ہمکو
عمر جبتک بسر نہ ہوجائے

وعدہ کرتے ہو شام کا۔ لیکن
شام سے پھر سحر نہ ہوجائے

درد پھیلا رہا ہے پاؤن بہت۔
شق ہمارا جگر نہ ہوجائے

آہ کی کچھ مدد ہو نالۂ دل
یہ کہین بے اثر نہ ہوجائے

مین یہ ڈرتا ہون آپ سے جھگڑا
غیر کے ذکر پر نہ ہوجائے

آپ جاتے ہین بے نقاب کہان
دشمنون کو نظر نہ ہوجائے

داغ دل مٹ چلا ہے اے عثمان
یہ چراغ سحر نہ ہوجائے

غزل (١٨)

کسکے خرام ناز کا دل کو خیال ہے
حسرت بھی دل کے ساتھ یہان پائمال ہے

داغ جگر کے پھول کھلاتے ہین چلکے آپ
رفتار ہے کہ باد بہاری کی چال ہے

قابو مین ہے نہ دل۔ نہ بجا ہین مری حواس
دیکھا ہے جبسے تمکو عجب میرا حال ہے

آئینہ ہے گواہ مرے اس بیان کا
حیرت فزائے چشم یہ حسن و جمال ہے

پردے مین سو طرح سے چھپائین وہ آپکو
چشم خیال سے مری چھپنا محال ہے

لب پر ہے جان پھر بھی ترستے ہین موت کو
مرتے نہین یہ چاہنے والونکا حال ہے

جب کوئی حد رہی نہ غم ہجر یار کی
ہم سمجھے وصل کے لئے یہ نیک فال ہے

کیا پوچھتے ہو حال شب ہجر یار مین
آنکھون مین انتظار ہے دلمین خیال ہے

نسبت مری جنون سے ہے کیا حال قیس کو
تھا وہ تو اک فسانۂ ماضی یہ حال ہے

آتا نہین قرار دل بیقرار کو
فرقت مین آپکی یہ بہت خستہ حال ہے

الفت کے ہاتھ سے مین پریشان ہون اسقدر
میرے لئے وہ زلف بھی آشفتہ حال ہے

آتا نہین جو ہوش مین بے چین دل مرا
کیا جانے کیا ہوا اسے کسکا خیال ہے

اوٹھ اوٹھ کے درد کہتا ہے دل سے یہ بار بار
تیر نگاہ یار سے بچنا محال ہے

ڈوبے ہوئے ہو بحر تصور مین رات دن
عثمان بتاؤ سچ تمھین کسکا خیال ہے

غزل (۱۱۲)

برقِ سوزان کا تماشا کوچۂ قاتل مین ہے
اِک قیامت کی تڑپ اپنے دلِ بسمل مین ہے

ہو گیا شاید کسی کے تیرِ مژگان کا شکار
آج کچھہ اندازِ بسمل اضطرابِ دل مین ہے

ہے یہی فریاد اوچھا ہاتھہ قاتل کا پڑا
شکوۂ جلاّد کیا کیا نالۂ بسمل مین ہے

اوٹھگیا خوفِ قیامت مٹگیا محشر کا ڈر
جب سے تیری قامتِ موزون کا نقشہ دل مین ہے

بزمِ جانان مین دلِ سوزان کی حالت کیا کہون
شمع سان جلتا رہا یہ رات بھر محفل مین ہے

بارِ الفت کا اوٹھانا ہر گھڑی آسان نہین
دل کو کیا روون کہ میری جان اب مشکل مین ہے

ترک کر دون کسطرح سے شغلِ نعتِ مصطفےٰ صلعم
یہ تو اے عثمان ازل سے میری آب و گل مین ہے

غزل ۱۱۳

بہار آئی ہی گلشن مین خوشی کا مینہ برستا ہے
چمن شاداب ہی سرسبز ہر نخل تمنّا ہے

فدا ہی گل پہ بلبل شیفتہ ہی سرو پر قمری
ہر اک گوشے مین عشق و عاشقی کا آج چرچا ہے

خمیدہ شاخِ گل ہی یا جھکی ہے گردنِ مینا
مئے گلرنگ سے لبریز ہر گل کا پیالا ہے

مہیّا عیش کا سامان ہے بیچین ہین میکش
بتا دی دور کے چلنے مین ساقی دیر اب کیا ہے

کہین طاؤس رقصان ہین کہین بلبل غزلخوان ہین
جدھر دیکھو اودھر صحنِ چمن مین اک تماشا ہے

کھلا جاتا ہی اس دم خود بخود کیون غنچۂ خاطر
سبب یہ ہی کہ عالم ابرِ رحمت سی شگفتا ہے

کرون تعریف مین کیا اس دلِ پُرفن کی ای عثمان
خدا کے فضل سی ہر بات مین بے مثل و یکتا ہے

غزل (۱۱۴)

نظر مین کھپ گئی مستی کسی کی چشم شہلا کی
نہین ممکن رہی دلمین ہوس اب جام صہبا کی

اوسی کے عشق مین ہم مثل بلبل نالہ کرتے ہین
بہار رنگ گل تماشائی ہی جسکے روئے زیبا کی

یہی باعث ہی دل جو برق سان ہر دم تڑپتا ہے
ادائین یاد آتی ہین مجھے اوس شوخ رعنا کی

خرام ناز پر اوس سرو قد کے دل سی شیدا ہون
قیامت پر قیامت ہر قدم پر جسنے برپا کی

چمک اوٹھی مری داغ جگر جسکے تصوّر سے
محبّت کر گئی ہی دلمین گھر اوس ماہ سیما کی

جو اوس رشک چمن سی وصل ہو جائے تو کیا کہنا
بہار افزا ہو سرسبزی مری نخل تمنّا کی

ستارہ بخت و دولت کا چمکتا ہی یہی عثمان
فلک پر روشنی جبتک رہی عقد ثریّا کی

غزل (١١٨)

تیرے سب ظلم و ستم جور و جفا دیکھینگے
ابتو جو ہمکو دکھائیگا خدا دیکھینگے

خون عشاق ترے ہاتھون سے ہونگے کبتک
رنگ لائیگی کہانتک یہ حنا دیکھینگے

شب فرقت کی جو ہم دست درازی سہہ لیجے
ہاتھا پائی کا شب وصل مزا دیکھینگے

دست قاتل کی صفائی کو نہ مانینگے کبھی
ایک تسمہ بھی جو گردن مین لگا دیکھینگے

لوگ رکھتے ہین عبث خواہش دیدار جمال
آنکھہ جس رخ پہ نہ ٹھہری اوسی کیا دیکھینگے

منہ کی کھائینگے عدو میری شکایت کرکے
وہ برائی کا نتیجہ بھی برا دیکھینگے

بھول جائینگے مسیحا بھی کرامت اپنی
گر تمھارے لب اعجاز نما دیکھینگے

اضطراب دل مضطر کو تماشا سمجھے
کہتے ہین دل کی تڑپ ہم بھی ذرا دیکھینگے

دل کو صد چاک تو ہو جانے دے شانے کیطرح
بل کی لینا ترا اے زلف دوتا دیکھینگے

ابتو یہ دیکھہ رہے ہین کہ ہے دم آنکھونمین
آگے فرقت مین خدا جانے کہ کیا دیکھینگے

سامنے یار کے آئینۂ دل کو رکھکر
آج تصویر سے تصویر ملا دیکھینگے

آگئی اک بت کافر پہ طبیعت عثمان
ہم بھی اب دل کے لگانے کا مزا دیکھینگے

غزل (١١٦)

نکہتِ گل سے نہین مست صبا پھرتی ہے — لئے ہمراہ مئے ہوش رُبا پھرتی ہے

غیر کوئی نظر آتا نہین اے دل مجھکو — صورتِ یار جو آنکھو نمین سدا پھرتی ہے

آمدِ فصلِ بہاری جو ہوئی گلشن مین — مضطرب نکہتِ گل بادِ صبا پھرتی ہے

اوسکی چتون کا ہوا انداز بیان کس منہ سے — کبھی شوخی کبھی آنکھو نمین حیا پھرتی ہے

رنگ بدلا ہوا گلشن کا خبر دیتا ہے — باغ مین فصلِ گل آئی جو ہوا پھرتی ہے

بعد مرنے کے بھی گردشِ نہ گئی قسمت کی — خاک کو میری لئے بادِ صبا پھرتی ہے

نازِ اس بات پہ ہو کیون نہ مجھے ای عثمان
کعبۂ دل مین مرے یادِ خدا پھرتی ہے

غزل (۱۱۷)

یاد اوسکو ہجر مین سحر و شام کیجئے
اسکے سوا فراق مین کیا کام کیجئے

مر مر کے شام ہجر کٹی تو یہ فکر ہے
صبح غم فراق کی اب شام کیجئے

اس ظلم پر بھی دل سے نکلتی ہے یہ صدا
اے چشم ترکسیکو نہ بدنام کیجئے

قاصد سے کیا بیان کرین دل کی آرزو
کیونکر سوال بوسہ بہ پیغام کیجئے

گردش ہوی نصیب ہمین دل کے ہاتھ سے
کس منہ سے شکوۂ غم ایام کیجئے

حاصل نہ رنج سے ہے نہ فریاد و آہ سے
جبتک ہو صبر اے دل ناکام کیجئے

آخر بلا مین پھنس گئے عثمان لگا کے دل
کیا فائدہ جواب غم انجام کیجئے

غزل (١١٨)

کسی سے دل کو لگایا تھا دل لگی کے لئے
ترس گیا غم فرقت مین جی خوشی کے لئے

ہمین تھے سینہ سپر جب چلی وہ تیغ ادا
رہا ثبات نہ مقتل مین مدعی کے لئے

خیال چشم خماری مین مست رہتا ہون
شراب شوق مین پیتا ہون بیخودی کے لئے

اودھر چلا دل شیدا بھی اپنے پہلو سے
اوٹھا بہار سے جو بن جو سرکشی کے لئے

خدا کرے کہ رقیبون کو موت آجائے
ملے تو آپ کو فرصت کوئی گھڑی کے لئے

وفا کا خون کیا تو نے بیوفا ہو کر
دیا تھا دل تجھے کیا ہمنے آج ہی کے لئے

الٰہی وصل کی ساعت کبھی تمام نہو
دعائین مانگی ہین برسون اسی گھڑی کے لئے

شراب ناب کی تجھکو ممانعت ہوگی
ہمین تو حکم ہے واعظ کبھی کبھی کے لئے

ہماری قدر نہین تجھکو کیا قیامت ہے
کئے ہین ہیچ گوارا تری خوشی کے لئے

یہ عشق کیا ہے۔ بلا ہے۔ عذاب ہے عثمان
خدا نہ بخشے یہ دولت کبھی کسی کے لئے

غزل (۱۱۹)

بھول کر بھی تو نہ پورا کیا وعدا کوئی
آپ سا بھی ہی کہین قول کا سچا کوئی

عمر گذری ہی کہ پھرتا ہون بگولے کیطرح
اے جنون مجھسا نہین بادیہ پیما کوئی

اپنا عکس آئینے مین جا دیکھکے وہ کہتے ہین
چاہیئے دیکھنے والا مجھے ایسا کوئی

چوٹ دل پر مری پڑتی ہی وہ مےکش ہون مین
ٹھیس کھاتا ہی جو میخانے مین شیشا کوئی

مددای طالع بیدار یہ ہی وصل کی شب
آج باقی نہ رہے دل مین تمنا کوئی

خاک چھانی نہین کس دشت کی مجنونکی طرح
تیرے دیوانے سے چھوٹا نہین صحرا کوئی

جب کہا مین نے کہ سن لیجئے قصہ میرا
بولے وہ لائے کہان سے یہ کلیجا کوئی

خواب مین بھی مری آتے ہو عدو کے ہمراہ
تمسے سیکھے دل عاشق کا جلانا کوئی

سامنے یار کے ہم ہوگئے ایسے بیخود
لب پہ آتا ہی نہین حرف تمنا کوئی

یہ صفت خاص ہی تیری ہی لئی ای عثمان
سیکھ لے تجھسے نگاہون مین سمانا کوئی

غزل (١٢٠)

مجھے تم دیکھکر سمجھو کہ چاہت ایسی ہوتی ہے
محبت وہ بُری شے ہی کہ حالت ایسی ہوتی ہے

خدا کی شان ہی ہمکو دیکھکر اب وہ بھی کہتے ہین
جو ہم پر مر مٹے ہین اونکی صورت ایسی ہوتی ہے

خدا کو مان ای بُت تو بھی تو غیروں پہ مرتا ہی
بس اب تو تُو نے دیکھا اوسکی قدرت ایسی ہوتی ہے

بجھائی پیاس اِکدن بھی نہ تُم نے آبِ خنجر سے
تمھین انصاف سے کہدو مروّت ایسی ہوتی ہے

تمنّا ہی گلے سے میری اگر وہ لپٹ جائین
رقیبون سی کہون دیکھو عنایت ایسی ہوتی ہے

شبِ ہجران جو قسمت سی مری گھر مین تم آجاتے
تو مین تمکو دکھا دیتا مُصیبت ایسی ہوتی ہے

یہ ہی تاثیرِ جذبِ دل کہ عثمان اب وہ کہتے ہین
محبت جیسی تمنے کی محبت ایسی ہوتی ہے

غزل (۱۲۱)

شرم کے انداز در پردہ ادا ہونے لگے
دیکھا دیکھی وہ بھی پابندِ حیا ہونے لگے

قتل کرنے کے لیے آئے وہ اس انداز سے
خود بخود بسمل تہِ تیغِ ادا ہونے لگے

آج بیٹھے ہین سرِ محفل وہ ہو کر بے حجاب
روزِ محشر آگیا وعدے وفا ہونے لگے

وہ سوالِ وصل پر بگڑے کچھ ایسے ناز سے
ہم بھی اونکے روٹھ جانے پر فدا ہونے لگے

تم تسلّی مین نہ کرنا اپنی جانب سے کمی
گو تڑپ اس سے مری دلکی سوا ہونے لگے

عرضِ مطلب اے دلِ بیتاب کرنا اوس گھڑی
جب کوئی بیگانہ خو کچھ آشنا ہونے لگے

وصل کی شب کا مزہ کیا آئے اے ظالم مجھے
شام سے جب صبح ہونیکی دعا ہونے لگے

مدّعا دل کا بھی میری لب پہ کچھ آیا نہ تھا
آج بیٹھے بیٹھے تم ناحق خفا ہونے لگے

وصل کا مژدہ اودھر قاصد نے عثمان کو دیا
شکر کے سجدے یہان پیہم ادا ہونے لگے

غزل (۱۲۲)

ہمنے مزے یہ خوب تھین گھور کے لئے
سو بوسے ایک نرگس مخمور کے لئے

تسبیح سے کی آڑ پہ توبہ بھی ہمنے شیخ
دانے لئے تو تاک کے انگور کے لئے

فرقت مین تھا خیال رخ شعلہ رو ہمین
اچھا چراغ تھا شب دیجور کے لئے

رنج فراق ۔ رشک عدو ۔ جور آسمان
کیا کیا ہین آفتین ترے مہجور کے لئے

ہشیار ساقیا کہ چرا لینگے مے پرست
سب تاک مین ہین بادۂ انگور کے لئے

رہجائے کاش دل ہی مین تیر نگاہ یار
اچھا علاج ہی مرے ناسور کے لئے

عثمان کبھی فغان ہی کبھی آہ سرد ہے
کیا کیا مزے ہین اس دل رنجور کے لئے

غزل (۲۲۳)

ہمنے ظالم تیری اُلفت دیکھہ لی
دیکھہ لی اے بے مروّت دیکھہ لی

ہوگیا نقشہ ہی تیرا اور کچھہ
غیر کی تُونے جو صورت دیکھہ لی

کیا ہی وعدہ تھا او پیمان شکن
تیرے وعدے کی صداقت دیکھہ لی

مٹگیا ہی میرے دل سے نقشِ غیر
جیسے مین نے تیری صورت دیکھہ لی

تُونے بھولے سے کیا ہمکو نہ یاد
ہمنے بس تیری محبت دیکھہ لی

چار دن کی چاندنی تھی یا کچھہ اور
تُونے غیرونکی بھی اُلفت دیکھہ لی

ہین بڑے بے مہر یہ خورشید رُو
ہمنے عثمان انکی خصلت دیکھہ لی

غزل (۱۲۴)

چلا تیر نظر جسدم دہان سے | بڑھا دل - خیر مقدم کو یہان سے
لہو جاری ہے چشم خونفشان سے | غضب مین جان ہے ضبط فغان سے
کرے کس منہ سے دعوی عاشقی کا | عدو میرا سا دل لائے کہان سے
کسیکا راز الفت آخر کار | عیان ہونے لگا درد نہان سے
نہین اچھا ستانا اوسکا ظالم | نہ نکلے آہ بھی جس ناتوان سے
تمہاری سختیان سہنے کی خاطر | جگر پتھر کا مین لاؤن کہان سے
بنا ہے ہجر کی شب شمع کافور | مرا ہر استخوان سوز نہان سے
ہوئی ہو تم کبھی اپنے نہ ہوگے | ہوا ثابت یہ مجھکو امتحان سے
بجز درد و غم و رنج و مصیبت | ملا کچھہ اور بھی عشق بتان سے
بڑی بیباک ہین نالے شب ہجر | چلے جاتے ہین بڑھتے آسمان سے
ملا کر آنکھہ یون دل چھین لینا | تجھے یہ فتنہ گر آیا کہان سے
تمہارے جور پنہان کی شکایت | نہ نکلی ہے - نہ نکلیگی زبان سے
جنون کے ہاتھ سے تنگ آگیا ہون | گریبان روز مین لاؤن کہان سے
نکل جاتی ہے کیا بچ بچ کے تاثیر | شب فرقت مری آہ و فغان سے

زمانہ جانتا ہے تجھکو **عثمان**
نکر تعریف تو اپنی زبان سے

غزل (١٢٥)

ہمیشہ خلق مین عثمان ترا وقار رہے
نبی کا لطف رہے فضل کردگار رہے

عروج پائی ترے دم سے سرزمین دکن
ترے قدم کا سر آسمان غبار رہے

خزان نہ آئی کبھی تیرے باغ عشرت مین
خدا کرے کہ ہمیشہ یہی بہار رہے

نگاہ لطف ہو وابستگان دولت پر
یہ باہمی جو تعلق ہے خوشگوار رہے

رہے نہال ترے سائے مین تری اولاد
تری اُمید کا ہر نخل برقرار رہے

برنگ گل تر و تازہ رہین ترے احباب
مثال زخم۔ عدو تیرا دلفگار رہے

دعا ہماری یہ دل سے ہی آصف سابع
مدام ملک دکن کا تو تاجدار رہے۔

بالخیر [illegible]

